عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

انٹرنیشنل

جلد نمبر ۱۲ ● شمارہ نمبر ۴۶

KHATME NUBUWWAT

(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر

مسلمان کے مسلمان پر کتنے حقوق ہیں

خوش اخلاقی کی اہمیت وفضیلت

حج کی مقصدیت افادیت اور تاریخی پس منظر

مسئلہ نجات

ایک خطرناک فتنے سے ہوشیار رہنے کی ضرورت

غدارِ خاندانی ○ مرزائے قادیانی

A QUESTION TO ALL MUSLIM BRETHREN

Do you want: Your money should be spent on making Muslims into Apostates?

Certainly your answer will be: No.

But you are! Unintentionally, unknowingly.

How: In this way that some of you transact business with Qadianis. You purchase and use their products. You deal with them commercially and don't realise the harm you are doing to Islam.

Do you know: A large part of the profit, accruing to Qadianis from your deals is deposited by them in their apostatic Centre at Rabwah.

What work this Centre does: It makes unwary Muslims into Kafirs and Apostates.

Alas: Your money is used against your very Deen and you are unaware.

Realise: You are contributing towards apostacising Muslims because you buy, sell, and use the products manufactured by Qadianis.

Mark:

It's your money that is spent on Qadiani apostatic activities.

It's your money that is letting Qadianis print their literature.

It's your money that is abetting publication of Qadianis' distorted translations of Quran.

It's your money that is supporting Qadiani Rabwah Centre.

It's your money that is helping Qadiani preachers to preach Kufr in the world.

It's your money which is spent by Qadianis in spread of their heresy.

O'SAVIOURS OF DEEN-E-ISLAM

Rally round the banner of your Prophet Muhammad Rasool Allah Sallal-Lah-o-Alaihe-Wa-Sallam.

Boycott all Qadiani products; don't deal in them, don't buy them, don't use them.

Cut them out at social, commercial, economic levels.

Don't attend their functions, marriages, funerals etc.

Be hostile, you, your friends and your relatives towards these enemies of your Deen for sake of Allah.

See through the fraud of these self-styled "Ahmadis".

Identify them as Kafirs, Apostates and Dualist-infidels.

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ
ختم نبوۃ
کراچی
انٹرنیشنل

KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

جلد نمبر ۱۲ ☆ شمارہ نمبر ۴۶ ☆ بتاریخ ۱۷ ذیقعدہ تا ۲۳ ذیقعدہ ۱۴۱۴ھ ☆ بمطابق ۲۹ اپریل تا ۵ مئی ۱۹۹۴ء

اس شمارے میں

۱۔ نظم ــــــــــ ۳
۲۔ تاجدار ختم نبوت ﷺ محبت کا تقاضا (اداریہ) ــــــــــ ۵
۳۔ مسلمان کے مسلمان پر حقوق ــــــــــ ۶
۴۔ خوش اخلاقی کی اہمیت و فضیلت ــــــــــ ۹
۵۔ حج کی تصمت والذریت ــــــــــ ۱۰
۶۔ خطرناک فتنے سے ہوشیار رہنے کی ضرورت ــــــــــ ۱۱
۷۔ پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر ــــــــــ ۱۲
۸۔ کبھی ایسا بھی ہوا تھا ــــــــــ ۱۳
۹۔ بزم ختم نبوت ــــــــــ ۱۴
۱۰۔ خاندانی غدار ـ مرزا قادیانی ــــــــــ ۱۷
۱۱۔ حضرت مولانا عبداللہ مسعودؒ ــــــــــ ۲۰
۱۲۔ مسئلہ نجات ــــــــــ ۲۲
۱۳۔ ثمرات جہاد ــــــــــ ۲۶

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہ

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول
عبدالرحمٰن باوا

مجلس ادارت
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا اللہ وسایا ● مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا محمد جمیل خان ● مولانا سعید احمد جلالپوری

مرتب
حافظ محمد حنیف ندیم

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

کمپیوٹنگ
خوشی محمد انصاری

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش
ایم اے جناح روڈ کراچی فون 7780337

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان فون نمبر 40978

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8199.

اندرون ملک چندہ
سالانہ ۱۵۰ روپے
ششماہی ۷۵ روپے
سہ ماہی ۳۵ روپے
فی پرچہ ۳ روپے

بیرون ملک چندہ
امریکہ ـ کینیڈا ـ آسٹریلیا ۹۰ ڈالر
یورپ اور افریقہ ۷۰ ڈالر
متحدہ عرب امارات و انڈیا ۱۵۰ ڈالر
چیک/ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۲۰۳
کراچی پاکستان ارسال کریں

پبلشر: عبدالرحمٰن باوا ○ طابع: سید شاہد حسن ○ مطبع: القادر پرنٹنگ پریس ○ مقام اشاعت: ۱۰۳ پیراڈائز لائن کراچی

بچالے اہل ایماں کو الٰہی شرک وبدعت سے

مولانا امام علی صاحب دانش قاسمی

صدر مدرس ادارہ محمودیہ محمدی لکھیم پور

بچا لے اہل ایماں کو الٰہی شرک و بدعت سے ۔۔۔ سنواریں پھر وہ اپنی زندگی قرآن و سنت سے

مسلمانوں کے دل ایمان سے معمور ہو جائیں ۔۔۔ شراب عشق احمدیؐ کے سب مخمور ہو جائیں

دلوں میں موجزن ہو جوش انساں کی ہدایت کا ۔۔۔ مسلماں توڑ دیں افسوں ضلالت اور بدعت کا

مسلماں سطوت باطل کے آگے ایک ہو جائیں ۔۔۔ بنیں مصداق کنتم خیر امت نیک ہو جائیں

سماجائے دلوں میں سب کے عظمت اے خدا تیری ۔۔۔ لگا لیں تجھ سے لو اپنی فقط چاہیں رضا تیری

ترے رستے میں اپنی جان دے دیں تیرے دیوانے ۔۔۔ رہیں باقی قیامت تک ترے مستوں کے افسانے

خداوندا! پرستاران وحدت ایک ہو جائیں ۔۔۔ بنیں دین و شریعت کے محافظ نیک ہو جائیں

بچا لے اہل ایماں کو پریشانی و ذلت سے ۔۔۔ نواز ان تیرہ بختوں کو پھر اپنے نور رحمت سے

یہ دانش کی دعا ہے جادۂ حق پر چلے ملت
ملے دنیا میں بھی راحت ہو منزل آخری جنت

تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا تقاضا

عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سرمایہ ایمان اور پہچان مومن ہے۔ جس شخص کو حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے جتنی محبت ہوگی' اس شخص کا ایمان اتنا ہی اعلیٰ و ارفع ہوگا۔ بعینہٖ جس شخص کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں اور گستاخوں سے جتنی نفرت ہوگی' اس شخص کا ایمان بھی اتنا ہی اعلیٰ و ارفع ہوگا۔ بالفاظ دیگر جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کمال محبت' کمال ایمان ہے' بالکل اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں اور گستاخوں سے کمال نفرت بھی کمال ایمان ہے۔

اس وقت خدا کی دھرتی پر بدترین گستاخان رسول و سارقان نبوت "قادیانیوں" کے نجس وجود ہیں۔ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ڈاکوؤں نے کرہ ارض پر اپنی ارتدادی تحریک سے ایک کہرام بپا کر رکھا ہے۔ اللہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' کتاب اللہ' کعبۃ اللہ' مکہ مکرمہ' مدینہ منورہ' احادیث رسول' امہات المومنین' صحابہ کرام' اہل بیت عظام' اولیائے امت' علمائے دین اور مسلمانان عالم پر' اپنی زہریلی زبانوں اور مہلک قلموں سے' جو نیش زنی کی ہے' تاریخ عالم اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ یہودیوں' عیسائیوں اور ہندوؤں کی کروڑوں روپے کی مالی امداد اور دیگر مراعات کے ذریعے قادیانی' پوری دنیا میں مرزا قادیانی کو' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ' بحیثیت نبی و رسول متعارف کرا رہے ہیں۔ مرزا قادیانی کی بے ہودہ گفتگو کو وحی' مرزا قادیانی کی باتوں کو احادیث رسول اور اس کے خاندان کو اہل بیت کہا جا رہا ہے' مرزا قادیانی کی بیویوں کو امہات المومنین پکارا جا رہا ہے۔ مرزا قادیانی کے گمراہ ساتھیوں کو صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہا جا رہا ہے' مرزا قادیانی کی بیٹی کو سیدۃ النساء پکارا جا رہا ہے' مرزا قادیانی کی ۳۱۳ حواریوں کی فہرست کو اصحاب بدر کے نام سے تعبیر کیا جا رہا ہے اور خلفائے راشدین کی طرز پر مرزا قادیانی کے مرتد و زندیق جانشینوں کو خلفائے راشدین کہا جا رہا ہے۔ یہی نہیں' بلکہ مرزا قادیانی کو نبی تسلیم نہ کرنے والوں کو کافر کہا جا رہا ہے۔ غرضیکہ قادیانی پورے اسلام پر قبضہ کر کے مسلمانوں کو گلشن اسلام سے نکال کر ان کے ہاتھوں میں کفر کا پروانہ تھما رہے ہیں۔ ان سنگین و روح فرسا حالات میں امت مسلمہ پر تحفظ ختم نبوت اور تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے' لیکن افسوس اکثر مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد دنیا کی ہوا ہوس میں مست' میٹھی نیند کے خراٹے لے رہی ہے۔ کچھ لوگوں کی غیرت تو بے حمیتی کے جوہڑ میں اس حد تک ڈوب چکی ہے کہ انہیں قادیانیوں کے ساتھ اٹھتے' بیٹھتے' چلتے پھرتے ذرا حیا نہیں آتی۔ وہ قادیانیوں کی غمی' خوشی اور دیگر تقریبات میں ماتھے پہ بے غیرتی کا ٹیکہ لگائے' بڑی ڈھٹائی سے شریک ہوتے ہیں۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا

کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

اس وقت دو گروہ نبرد آزما ہیں۔ ایک قادیانیوں کا گروہ' جو تاج و تخت ختم نبوت پر حملہ آور ہے؟ یہ لوگ مرزا قادیانی کے امتی ہیں۔ دوسرا گروہ وہ ہے جو تاج و تخت ختم نبوت کا محافظ ہے اور ان حملہ آوروں سے برسرپیکار ہے' یہ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں۔ اب انتہائی گہری سوچ کا مقام ہے کہ وہ کروڑوں لوگ جو خود کو مسلمان کہتے ہیں۔ اس جنگ میں محض تماشائی ہیں اور ان کا اس معرکہ میں کوئی جانی' مالی اور قولی حصہ نہیں۔ یہ لوگ کس کی امت ہیں؟ میدان حشر میں یہ لوگ کس کے ساتھ ہوں گے؟ محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یا دجال مرزا قادیانی کے ساتھ؟

آیئے کسی گوشہ عافیت میں بیٹھ کر سوچتے ہیں۔ کسی پرسکون جگہ پر فکر کے اعتکاف میں بیٹھتے ہیں اور انتہائی رزداری سے ضمیر کے دروازے پر دستک دے کر "ضمیر صاحب" سے پوچھتے ہیں کہ۔

- ○ جو شخص گستاخان رسول صلی اللہ علیہ وسلم قادیانیوں سے قطع تعلق نہیں کرتا کیا اس شخص کا رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی کوئی تعلق ہے؟
- ○ جس گھر میں اللہ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن و گستاخ مرزائی آتا ہے' کیا اس گھر میں اللہ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے؟
- ○ جس ملک میں خدا کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت محفوظ نہ ہو' کیا اس ملک کے مکینوں کی عزت محفوظ رہ سکتی ہے؟ اور کیا اس ملک کے مکینوں کو امن و سکون میسر آسکتا ہے؟

آپ تک تحفظ ختم نبوت کا پیغام پہنچ گیا اور آپ کے امت مسلمہ کے ذمہ دار فرد ہونے کی حیثیت سے بصد احترام' آپ کی خدمت میں گزارش کرتے ہیں کہ اپنے علاقہ میں اس عظیم کام کو سنبھالئے۔ آپ گہری نظر سے اس لٹریچر کا مطالعہ کریں اور دوستوں کو صرف مطالعہ کے لئے لٹریچر مفت ارسال کریں۔ اپنے یا کسی دوست کے گھر ختم نبوت کا دفتر کھولیں' وہاں آپس میں بیٹھ کر صلاح مشورہ کے ذریعے کام کا جائزہ لیں اور مستقبل میں کام کو آگے بڑھانے کے بارے میں سوچیں۔ اگر ہو سکے تو پندرہ دن یا مہینہ بعد دفتر میں عقیدہ

ختم نبوت و رد قادیانیت کے موضوعات پر لیکچر کا اہتمام کریں۔ اپنے کام کی رپورٹ سے ہمیں آگاہ کریں۔ ہمارا مکمل تعاون آپ کے ساتھ رہے گا۔ سب سے پہلے اپنے محلہ کی مسجد کے خطیب صاحب کی خدمت میں نہایت احترام سے پیش کریں اور ان کی خدمت میں گزارش کریں کہ وہ جمعہ کے خطبہ کا موضوع "عقیدہ ختم نبوت" رکھیں۔

شیطان ہمیں مختلف طریقوں سے بہکائے گا کہ تمہارے پاس پیسے نہیں، تمہارے پاس قوت نہیں، تم تنہا ہو، تمہارے پاس وقت نہیں، ... لوگ یہ کام کیوں نہیں کرتے تم اکیلے ہی اس کام کے لئے رہ گئے ہو۔ وغیرہ وغیرہ لیکن ہم نے تو اس بلبل کی سنت پر عمل کرنا ہے کہ جب ابراہیم کو آتش نمرود میں پھینکا گیا۔ وہ شعلہ زن آتش ... تک پھیلی ہوئی تھی، بڑے بڑے جانور اسے دیکھ کر لرز رہے تھے۔ ایک بلبل اپنی چونچ میں پانی کا ایک ننھا سا قطرہ لے کر آتا اور اسے آگ پر پھینک دیتا۔ پھر تیزی سے اڑتا ہوا جاتا اور ایک قطرہ منہ میں لے کر آتا اور اسے پھر اسی سبب آگ پر پھینک دیتا۔ کسی نے کہا کہ "اے بلبل! اتنے لمبے چوڑے پھیلاؤ والی آگ پر تیرا ایک قطرہ تو گرنے سے پہلے ہی سوکھ جاتا ہے۔ تیرا یہ قطرہ آگ کا کیا کرے گا؟" اس بلبل نے کڑک کر جواب دیا "آگ بجھے یا نہ بجھے مجھے اس سے غرض نہیں۔ مجھے تو حق یار ادا کرنا ہے"

تحفظ ختم نبوت کا کام کرنے والے لوگ، دراصل، نبی اکرم ﷺ کے ذاتی باڈی گارڈز ہیں اور ذاتی باڈی گارڈوں کو جو قربت حاصل ہوتی ہے وہ کسی سے لکی نہیں۔ کسی بھی ملک کے حاکم کے پاس بہت سی فوجیں اور فورسز تو ضرور ہوتی ہیں، لیکن جو قربت حاکم کے ذاتی باڈی گارڈوں کو حاصل ہوتی ہے وہ دوسروں کو کہاں نصیب! انشاء اللہ یہی قربت والا معاملہ محشر کے میدان میں محافظان ختم نبوت (ذاتی باڈی گارڈز) کے ساتھ ہوگا۔

تو کیا آج سے عہد کریں کہ ہم اپنی زندگی کی ساری بہاریں تحفظ ختم نبوت کے لئے وقف کردیں گے۔ اس عظیم کام کی برکت سے اگر ہمیں محشر کے میدان میں شافع محشر کی ایک مسکراہٹ مل گئی تو جنت کا پروانہ مل جائے گا۔ (انشاء اللہ)۔ رابطہ کے لئے دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون ۷۸۰۹۲

مسلمان کے مسلمان پر کتنے حقوق ہیں

مفتی حبیب اللہ صاحب قاسمی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں (۱) ایک مسلمان بیمار ہو تو دوسرا مسلمان اس کی عیادت کرے۔ (۲) اور جب کوئی مسلمان مرجائے تو دوسرا مسلمان اس کی نماز جنازہ میں شریک ہو۔ (۳) اگر ایک مسلمان دعوت دے تو دوسرا مسلمان اس کی دعوت کو قبول کرے۔ (۴) اور جب کوئی مسلمان ملے تو اس کو سلام کرے۔ (۵) جب کوئی مسلمان چھینکے تو اس کا جواب دے۔ (۶) ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی ہر حالت میں خیر خواہی کرے خواہ وہ حاضر ہو یا غائب۔ (مشکوٰۃ ۳۹۷ ج ۲)

غور کرنے کا مقام ہے کہ حضور پاک ﷺ تو ان چھ حقوق کو ہر مسلمان کے ذمہ عائد کر رہے ہیں اور ہمارا حال یہ ہے کہ ان حقوق کو فراموش کئے بیٹھے ہیں، اپنے مشاغل میں اس قدر منہمک کہ اتنی فرصت نہیں ملتی کہ ہم ان حقوق کی ادائیگی کے لئے چند لمحات صرف کردیں اور اگر فرصت نکالیں گے اور کچھ وقت لگائیں گے تو صرف انہیں لوگوں کے لئے جو عزیز و قریب ہوں ہمارے بغل میں ہمارا پڑوسی پریشان لیکن اس کی پریشانی اور اس کے غم میں شریک ہونا گوارا نہیں، آج ہمارے اندر سب سے بڑی کمی یہ ہے کہ اپنا حق تو دوسرے سے وصول کرنا چاہتے ہیں اور اگر دوسرا اس حق کی ادائیگی سے قاصر ہو تو برا بھلا کہتے ہیں لیکن اس کا خیال نہیں ہوتا کہ اس دوسرے کا بھی میرے ذمہ کوئی حق ہے یا نہیں اور اگر ہے تو اس کی بھی ادائیگی کی ضرورت ہے یا نہیں، حضور پاک ﷺ نے اس روایت میں جن حقوق کو بیان کیا ہے وہ کسی خاص مسلمان کے لئے نہیں ہیں خواہ عزیز و قریب ہو یا نہ ہو، پڑوسی ہو یا نہ ہو، ہم وطن ہو یا نہ ہو، ہم مسلک و ہم مشرب ہو یا نہ ہو، ہم کتاب و ہم درس ہو یا نہ ہو۔

پہلا حق حضور ﷺ نے یہ بیان کیا کہ جب کوئی مسلمان بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے حدیث پاک میں عیادت مریض کی بہت فضیلت آئی ہے اس جگہ صرف دو روایتیں ذکر کی جاتی ہیں، عمل کرنے والوں کے لئے یہی دو بہت ہیں۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ حضور پاک ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کے لئے جاتا ہے تو جب تک وہ واپس نہیں آتا اس وقت تک جنت کے میوے چننے میں مصروف رہتا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور پاک ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی مسلمان اگر کسی مسلمان کی صبح کے وقت عیادت کرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس عیادت کرنے والے کے لئے دعائے مغفرت میں لگ جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ شام میں داخل ہوجاتا ہے یعنی شام تک فرشتوں کا یہی عمل رہتا ہے اور اگر کسی مسلمان نے کسی مسلمان کی شام کے وقت عیادت کی تو ستر ہزار فرشتے اس کے حق میں دعائے مغفرت کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ صبح میں داخل ہوجاتا ہے یعنی صبح تک فرشتے اس کے لئے دعائے مغفرت ہی کرتے رہتے ہیں، مزید برآں عیادت کرنے والے کے لئے جنت میں چنے ہوئے میوے ہوں گے۔ (مشکوٰۃ شریف ۱۳۵ ج ۱)

اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کو اس فضیلت کے حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں اور اس کے قدر کی توفیق عطا فرمائیں۔

دوسرا حق حضور ﷺ نے یہ بیان فرمایا کہ جب کوئی مسلمان مرجائے تو اس کی نماز جنازہ میں شریک ہو۔

اعلیٰ بات تو یہ ہے کہ جب موت کا وقت قریب ہو اور نزع کی کیفیت طاری ہو اسی وقت پہنچ جائے اور اس کے قریب بیٹھ کر شیطانی اغواء سے حفاظت اور ایمان کے ساتھ خاتمہ کی دعا کرے اس لئے کہ اس وقت جو بھی دعا کی جاتی ہے اس پر فرشتے آمین کہتے ہیں، اسی وجہ سے حضور پاک ﷺ کا ارشاد ہے کہ قریب المرگ کے پاس بیٹھ کر اچھی اور بھلی بات جو اس کے حق میں مفید ہو وہی کہنی چاہئے، جیسا کہ مسلم شریف میں ایک حدیث ہے۔

ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتی ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم مریض یا میت کے پاس جاؤ تو وہاں اچھی بھلی باتیں کیا کرو اس لئے کہ فرشتے تمہاری باتوں میں آمین کہتے ہیں۔ (ریاض الصالحین ۳۶۱)

غرضیکہ اولیٰ یہی ہے کہ جب موت کا وقت قریب ہو تو پہنچ جائے لیکن اگر اس وقت نہ پہنچ سکے تو جنازہ کی نماز میں ضروری ہی شرکت کرلی چاہئے، اس سے دریغ نہیں کرنا

چاہئے' اس لئے کہ اس میں اپنا بھی فائدہ ہے اور میت کا بھی' اپنا فائدہ تو یہ ہے کہ احد پہاڑ کے برابر ثواب ملتا ہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اخلاص کے ساتھ جنازہ کے ساتھ چلے اور اسی کے ساتھ رہے یہاں تک کہ اس کی نماز جنازہ پڑھے اور دفن سے فارغ ہو جائے تو وہ دو قیراط اجر لے کر لوٹتا ہے اور ہر قیراط احد پہاڑ کے برابر ہے' اور جس نے نماز جنازہ ادا کی اور تدفین سے پہلے لوٹ آیا' (مٹی نہیں دی) تو وہ ایک قیراط اجر کے ساتھ لوٹتا ہے۔ (مشکوٰۃ ۱۴۴ج ۱)

اس روایت میں ایک لفظ آیا ہے (احتسابا) اس کا مطلب یہ ہے کہ مقصود صرف تحصیل ثواب ہو دکھلاوا نام و نمود کسی کے دل کو خوش کرنے کے لئے نہ ہو جیسا کہ ابن ملک کی رائے ہے "واحتسابا ای طلبا للثواب لا لریاء وتطییب احد" لیکن ملا علی قاری شارح مشکوٰۃ نے تعمیم کردی ہے اور لکھا ہے کہ اگر بتطییب خاطر (کسی مومن کا دل خوش کرنے) کے لئے ہو تو بھی کوئی حرج نہیں ثواب کا مستحق ہو گا۔ (مرقات ۳۵۳ جلد ۲)

اب تک اس فائدہ کا بیان تھا جو شرکت کرنے والوں کو حاصل ہوتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ میت کا بھی فائدہ ہے وہ یہ کہ اس کے حق میں ان لوگوں کی سفارش مقبول ہوتی ہے' چنانچہ ایک روایت ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور پاک ﷺ سے نقل کرتی ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا جس میت کی نماز جنازہ مسلمانوں کی ایک ایسی جماعت پڑھے جس کی تعداد سو تک پہنچ جائے اور یہ جماعت میت کے لئے شفاعت کرے (یعنی دعا مغفرت) تو اس کی شفاعت قبول ہو جاتی ہے۔ (یعنی میت کی مغفرت کردی جاتی ہے) (مشکوٰۃ شریف ۱۴۵ جلد ۱)

اور ایک دوسری روایت میں یہ ہے کہ اگر چالیس آدمی بھی ہوں تو میت کے حق میں ان لوگوں کی سفارش مقبول ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور پاک ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جب کوئی مسلمان مرے اور اس کے جنازے کی نماز ایسے چالیس آدمی پڑھیں جو خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتے ہوں تو اللہ تعالیٰ میت کے حق میں ان لوگوں کی شفاعت قبول کرتا ہے۔ (رواہ مسلم' ریاض الصالحین ۳۶۹)

اور دوسری بعض روایتوں میں اس سے بھی کم تعداد پر اس سے بڑی فضیلت کی بشارت موجود ہے جیسا کہ حضرت مالک بن ھبیرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے۔

حضرت مالک بن ھبیرہ روای ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب کوئی مسلمان مرتا ہے اور اس پر مسلمانوں کی تین صفوں پر مشتمل جماعت نماز پڑھتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس میت کے لئے جنت و مغفرت واجب کردیتا ہے۔ (مشکوٰۃ ۱۴۷ج الحدیث)

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کردیتا ہے بہرحال مغفرت ہو یا جنت یہ خدا کی طرف سے بطور وعدہ و فضل کے ہے جیسا کہ ملا علی قاری نے اس کی تصریح کی ہے "وعدا منہ وفضلا وقد جاء فی روایۃ الا غفراللہ لہ" (مرقاۃ ۳۶۸ ج ۳)

مسئلہ

نماز جنازہ میں آخری صف میں کھڑا ہونا افضل ہے بخلاف دیگر نمازوں کے ان میں پہلی صف کو فضیلت حاصل ہے جیسا کہ ملا علی قاری نے ابن ملک اور کرمانی کے حوالے سے بیان کیا ہے۔

"قال ابن ملک فی شرح الوقایہ ذکر الکرمان ان افضل الصوف فی صلاۃ الجنازۃ آخرھا وفی غیرھا اولھا اظہارا للتواضع و لتکون شفاعتہ ادعی الی القبول" (مرقاۃ ۳۶۹ ج ۲)

در مختار ۵۸۶ جلد ۱

تیسرا حق حضور ﷺ نے یہ بیان فرمایا کہ اگر ایک مسلمان دعوت دے تو دوسرا اسے قبول کرے' لیکن اس دعوت میں منکرات کا ارتکاب ہو مثلا" ناچ گانا باجا وغیرہ یا خو کھانا مال حرام کا ہو تو ایسی دعوت میں شرکت نہیں کرنی چاہئے بلکہ ایسی دعوت کا قبول کرنا جائز نہیں اور اگر ان منکرات سے دعوت خالی ہو اور مدعو کو کوئی عذر نہ ہو تو ایک مسلمان کے دل کو خوش کرنے کے لئے دعوت قبول کرلینی چاہئے' کسی مسلمان کے دل کو خوش کرنے کے لئے کوئی مباح کام کرنے کی بہت فضیلت ہے اسی مفہوم کو کسی نے اس فارسی کے ایک جملے میں ادا کیا ہے۔

دل بدست آور کہ حج اکبر است

اور اسی کی تعبیر دوسرے انداز سے اپنے خیال کے مطابق کسی شاعر نے کی ہے۔

کعبہ کو ڈھانے والے وہ اور کوئی ہونگے
ہم کفر جانتے ہیں دل توڑنا کسی کا

جب کوئی مسلمان ملے تو اس کو سلام کرے' خواہ اس سے واقفیت ہو یا نہ ہو' جان پہچان ہو یا نہ ہو' چنانچہ بخاری و مسلم کی ایک روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ اسلام کے اعمال میں سب سے افضل کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم لوگوں کو کھانا کھلادو اور سلام کو عام کرو خواہ تم اس کو پہچانتے ہو یا نہ پہچانتے ہو۔ (معارف القرآن ۵۰۲ ج ۲)

لیکن افسوس کہ آج سلام انہی لوگوں کو کرنے کا دستور سا بن گیا جن سے تعارف' ملاقات ہو جان پہچان ہو' حالانکہ سلام ہر ایک کا حق ہے خواہ ہم اس سے واقف ہوں یا نہ ہوں یہ بہت بڑا بخل ہے کہ آدمی اتنا چھوٹا حق ادا کرنے سے گریز کرے اسی وجہ سے حضور پاک ﷺ نے ایسے آدمی کو سب سے بڑا بخیل قرار دیا ہے چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں وہ حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ عاجز ترین وہ شخص ہے جو دعا مانگنے میں عاجز ہو (اللہ کریم سے بھی کچھ نہ مانگے) اور بخیل ترین وہ ہے جو سلام میں بخل کرے (کہ مسلمان بھائی کو سلامتی کی دعا بھی ناگوار ہے)

اور بعضے حضرات ایسے بھی ہیں جو اس کے منتظر رہتے ہیں کہ لوگ ہمیں سلام کریں' اور ان کے لئے پیش قدمی باعث عار اور منافی بڑائی ہے بس ساری بڑائی اس میں منحصر ہو کر رہ گئی ہے کہ لوگ ان کو سلام کریں حالانکہ اللہ کے نزدیک سب سے قریب وہ شخص ہے جو سلام کرنے میں ابتدا کرے چنانچہ ایک روایت ہے۔

مسند احمد ترمذی ابوداؤد نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے قریب ترین وہ شخص ہے جو سلام میں ابتدا کرے۔ رواہ احمد والترمذی' ابوداؤد' مشکوٰۃ ۳۹۸ ج ۲)

ملا علی قاری نے اللہ سے قریب ہونے کا مطلب یہ لکھا ہے کہ اللہ کی رحمت و مغفرت کے قریب ہو جاتا ہے "" باللہ ای برحمتہ وغفرانہ" مرقاۃ ۵۶۰ جلد ۴)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے تین چیزیں خالص محبت کی نشانیوں میں سے ہیں۔ (۱) ملاقات کے وقت سلام میں پہل کرنا (۲) جو نام اس کو پسند ہو اسی نام سے بلانا۔ (۳) اور اگر مجلس میں آجائے تو اس کو جگہ دینا۔ مرقاۃ ۵۶۰ جلد ۴)

پانچواں حق حضور ﷺ نے یہ بیان کیا کہ جب کوئی مسلمان چھینکے تو اس کا جواب دے' یہاں پر یہ بات سمجھنے کی ہے کہ ایک عطاس ہے (چھینک) اور ایک تثاوب ہے (جمائی) دونوں میں فرق ہے' چھینک رحمان کی طرف سے ہوتی ہے اور جمائی شیطان کی طرف سے۔ چھینکنے کو رحمن پسند کرتا ہے شیطان نہیں اور جمائی کو شیطان پسند کرتا ہے رحمن نہیں۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ چھینک کو پسند کرتا ہے اور جمائی کو ناپسند کرتا ہے لہذا تم میں سے کوئی شخص چھینکے تو اللہ کی تعریف کرے (الحمد للہ کہے) تو ہر مسلمان پر جو اس کو سنے واجب ہے کہ یرحمک اللہ کہے لیکن جمائی شیطان کی طرف سے ہے لہذا تم میں سے جب کسی کو جمائی آئے تو چاہئے کہ حتی الامکان اس کو روکے اس لئے کہ تم میں سے جب کوئی جمائی لیتا ہے (یعنی منہ پھاڑتا ہے) تو شیطان ہنستا ہے' اور مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ تم میں سے جب کوئی شخص (جمائی لیتے وقت) ھا (یا آہ آہ)

کرتا ہے تو شیطان اس پر ہنستا ہے۔ (مشکوٰۃ ۴۰۵ جلد ۲)
غرضیکہ اگر کسی کو چھینک آئے اور الحمد اللہ کہے تو دوسرے مسلمان پر واجب ہے کہ اس کا جواب دے اور یرحمک اللہ کہے، چھینک جب آئے تو دونوں ہاتھوں سے یا کپڑا منہ پر ڈال کر چھینک کی آواز کو دبائے هكذا فعل النبی ﷺ عند العطاس۔ (جمع الفوائد ۲۵)
اگر چھینکنے والا الحمد اللہ نہ کہے تو اس کے جواب میں یرحمک اللہ کہنا ضروری نہیں کذافی روایۃ ابی موسیٰ مشکوٰۃ ۴۰۵ جلد ۲)
اگر چھینکنے والا دیوار کے پیچھے ہو اور وہ الحمد اللہ کہے تو اس کا بھی جواب دینا چاہئے۔ مرقاۃ ۵۸۸ جلد ۴)

چند مسائل

۱۔ چھینکنے والا اگر الحمد اللہ کہے تو اس کا جواب دینا واجب ہے کذافی السراجیہ لیکن واجب علی الکفایہ ہے لہٰذا اگر مجلس والوں میں سے ایک نے بھی جواب دے دیا تو سب کی طرف سے کافی ہے ورنہ سب گنہگار ہوں گے۔ مرقاۃ ۵۹۰ جلد ۴)

۲۔ ایک مجلس میں تین مرتبہ تک جواب دینا واجب ہے تین مرتبہ کے بعد اگر جواب دے دیا تو اچھا ہے اور اگر نہ دے تو کوئی حرج نہیں، کذافی فتاویٰ قاضی خان۔
۳۔ چھینکنے والا الحمد اللہ رب العلمین یا الحمد اللہ علی کل حال کہے اس کے علاوہ اور کوئی جملہ نہ کہے۔ جواب دینے والا یرحمک اللہ کہے اس کے جواب میں چھینکنے والا يغفر الله لنا ولكم یا يهديكم الله ويصلح بالكم کہے اس میں اور کسی جملے کو نہ ملائے، کذافی المحیط۔

۴۔ اگر کوئی بوڑھی چھینکے اور الحمد اللہ کہے تو مرد اس کے جواب میں یرحمک اللہ زور سے کہہ سکتا ہے، اور اگر عورت جوان ہو مرد یرحمک اللہ دل میں کہہ لے زور سے نہ کہے، کذافی الخلاصہ۔
۵۔ اگر کسی مرد کو چھینک آئے اور کسی بڑھیا نے اس کے جواب میں یرحمک اللہ کہا تو مرد کے لئے جائز ہے کہ اس کے جواب میں زور سے یھدیکم اللہ و یصلح بالکم کہے لیکن عورت اگر جوان ہو تو مرد اس کا جواب زور سے نہ دے بلکہ آہستہ دے۔

کذافی الذخیرہ
۶۔ اگر کوئی جوان خوبصورت چھینکے تو غیر محرم کے لئے زور سے اس کا جواب جائز نہیں، کذافی الغرائب الفتاویٰ الہندیہ ۳۲۶ جلد ۵۔
۷۔ اگر کوئی کافر چھینکے تو اس کے جواب میں یرحمک اللہ نہ کہے بلکہ یھدیکم اللہ ویصلح بالکم کہے یعنی اللہ تمہیں ہدایت عطا فرمائیں اور تمہارے دل وحال کی اصلاح فرمائے، کذافی روایۃ ابی موسیٰ، مرقاۃ ۵۹۳ ج ۴۔

فائدہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت ہے کہ جو شخص چھینکنے کے بعد فوراً الحمد للہ کہہ لے وہ کوکھ کے درد سے محفوظ رہے گا اور اس کی داڑھ کبھی نہیں دکھے گی۔ من بادر بالعطاس بالحمد عوفی من وجع الخاصرة ولم يشتك ضرسه ابداً جمع الفوائد ۳۲۱۔

نوٹ

چھٹا حق حضور ﷺ نے یہ بیان فرمایا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی ہر حالت میں خیر خواہی کرے وہ حاضر ہو یا غائب، اسی کو حضور پاک ﷺ ایک جامع مانع جملے میں فرماتے ہیں "الدین النصیحۃ" (مسلم شریف ۵۴ ج ۱) دین نام ہے خیر خواہی کا، چنانچہ حضرت تمیم داری فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ نے یہ فرمایا کہ دین سراپا خیر خواہی ہے تو ہم نے سوال کیا کہ کس کی خیر خواہی یا رسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا اور عام مسلمانوں کی۔
اللہ کی خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ اس پر ایمان لائے، اس کو شرک سے بالاتر سمجھے، اس کو تمام صفات کمالیہ کے ساتھ متصف سمجھے، تمام نقائص سے پاک ہونے کا یقین رکھے، اس کی اطاعت کرتا رہے، ان کاموں کا ارتکاب نہ کرے جس میں اس کی معصیت ہو، جو اس کی اطاعت کرے اس سے اپنا تعلق پیدا کرے، اور جو اس سے عداوت رکھے اس کی نعمتوں کا شکریہ ادا نہ کرے، اس سے تعلق نہ رکھے۔
اور کتاب کی خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ اس بات کی تصدیق کرے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا اتارا ہوا کلام ہے مخلوق کے کلام سے بالاتر ہے، اور کوئی مخلوق اس کا مثل پیش کرنے پر قادر نہیں، اس کی تعظیم کرے، کما حقہ، اس کی تلاوت کرے، تلاوت میں خشوع پیدا کرے، اس کے حروف کو صحیح طریقے سے ادا کرے، اس میں جو احکامات ہیں اس کو تسلیم کرے، اس کے اندر جو علوم و مثالیں ہیں اس کو سمجھنے کی کوشش کرے، مواعظ سے عبرت حاصل کرے، کتاب میں غور و فکر، آیات محکم پر عمل کرے، اور متشابہات کو بلاچوں وچراں تسلیم کرے، اس میں جو علوم ہیں اس کو پھیلائے، عام تام کرے وغیرہ۔
اور رسول ﷺ کی خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ رسالت کی تصدیق کرے، اور ان تمام احکام کو جو وہ لے کر آئے ہیں اس پر ایمان لائے، رسول ﷺ جن چیزوں کا حکم دے اس پر عمل کرے، اور جن چیزوں سے روکے رک جائے، زندگی میں اس کی مدد کرے اور اس کے مرنے کے بعد اگر کوئی اس کے لائے ہوئے احکامات کو پامال کرے تو اس کے احیاء کی کوشش کرے، اور اس کی ذات کے بارے میں کوئی نکتہ چینی کرے تو اس کا دفاع کرے، جو اپنے کو رسول ﷺ سے وابستہ کرے خود کو اس سے وابستہ کرے، اور جو رسول سے عداوت رکھے خود کو اس سے منقطع کرلے، اور اس کے حق کی عظمت کو پہچانے، اس کی تعظیم کرے، اس کی شریعت کو پھیلائے، اس پر اگر کوئی تہمت لگائے تو اس کی تردید کرے، اس کی باتوں (حدیث) کو باادب پڑھے، بغیر علم و تحقیق کے کسی حدیث کے بارے میں کوئی بات نہ کہے، ان کے آداب سے اپنے آپ کو آراستہ کرے، ان کے اخلاق اپنے اندر پیدا کرے، اہل بیت و اصحاب و منتسبین سے محبت رکھے، ان کی تعظیم کرے، اور جو اس کی سنت میں نئی نئی باتیں پیدا کرے (جیسے بدعتی) ان سے دور رہے، اسی طرح اس کے اصحاب میں سے کسی کو اگر کوئی برا بھلا کہے اس سے بھی دوری اختیار کرے۔
اور اسلام کے پیشواؤں کی خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ حق بات میں ان کی اعانت کرے، اور اطاعت کرے، اور ان کو تنبیہ کرنی ہو یا کوئی بات یاد دلانی ہو نرمی کے ساتھ تنبیہ کرے، اور یاد دلائے، اور اگر کوئی غفلت کی وجہ سے نہ کرسکیں تو نرمی سے اس کو بتلائے، اس کے خلاف علم بغاوت بلند نہ کرے، لوگوں کو اس کی اطاعت کے لئے جوڑے، وغیرہ۔
اور عام مسلمانوں کی خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ ان کو ایسے کاموں کی رہنمائی کرے جو دارین کے فلاح کا ذریعہ ہو، ان کو تکلیف نہ دے، اگر کسی دینی یا دنیوی مسئلے سے ناواقف ہوں تو ان کے بتلائے، سکھلائے، اور قولاً اور فعلاً ان کا تعاون کرے، ان کی لغزشوں کو معاف کرے، کوتاہیوں پر پردہ پوشی کرے، اخلاص اور نرمی کے ساتھ اچھی باتوں کا حکم دے، بری باتوں سے روکے، ان میں جو بڑے ہوں ان کی تعظیم کرے، اور چھوٹوں کے ساتھ رحم و کرم و شفقت کا معاملہ رکھے، ان کو یہ اچھی باتوں کی نصیحت کرتا رہے، ان کے لئے انہیں چیزوں کو پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرے، اور جن چیزوں کو اپنے لئے ناپسند کرے ان کے لئے بھی پسند نہ کرے، ان کو بے آبرو نہ کرے، ان کی جان مال کی حفاظت کرتا رہے، وغیرہ۔ نووی ۵۴۔
حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں آپ سے اسلام پر بیعت کرتا ہوں، تو آپ نے مجھ سے ہر مسلمان کی خیر خواہی کا وعدہ لیا مسلم شریف ۵۵ ج ۱ وجمع الفوائد ودرر فرائد ۴۹ جلد ۲۔
امام نووی پہلی روایت الدین النصیحۃ کی شرح میں لکھتے ہیں کہ هذا حديث عظيم الشان وعليه مدار الاسلام كما سنذكره من شرحه الخ یہ عظیم الشان حدیث ہے اور اس پر مدار اسلام ہے نیز آگے چل کر لکھتے ہیں تمام روایات میں تنہا یہ روایت ہے جس پر دین اسلام کا دارومدار ہے بہرحال یہ بہت اہم بات ہے اس کی طرف خیال کرنے کی ضرورت ہے آج دوسروں کی بدخواہی کا عام مزاج بن چکا ہے، اللہ معاف فرمائے۔

خوش اخلاقی کی اہمیت وفضیلت

سید عمار حسنی

دوسروں پر رحم کرنے والے ہی اللہ کی رحمت کے مستحق ہیں

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جو لوگوں پر رحم نہ کھائے گا اللہ اس پر رحم نہ کھائے گا۔ (بخاری مسلم)

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے فرماتے ہوئے سنا (اللہ کی مخلوق پر) رحم کرنے کھانے والوں اور (ان کے ساتھ) رحم کا معاملہ کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ہوگی۔ تم زمین والی مخلوق کے ساتھ رحم کا معاملہ کرو "آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا۔ (رواہ ابو داؤد)

بدبخت وبدنصیب رحمت سے محروم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے "آپ فرماتے تھے۔ نہیں نکالا جاتا رحمت کا مادہ مگر بدبخت کے دل سے۔

(رواہ ابو داؤد)

رحمت کا بدلہ رحمت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

(بخاری و مسلم)

غلاموں کے بارے میں نرمی

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک غلام کو کوڑے سے مار رہا تھا تو پیچھے سے ایک آواز سنی ابو مسعود جان لو غصہ کی وجہ سے میں آواز پہچان نہ سکا (کہ یہ کس کی آواز ہے) جب مجھ سے قریب ہوئے تو دیکھا کہ وہ آنحضور ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ فرمارہے تھے اے ابو مسعود رضی اللہ عنہ تم کو معلوم ہو جانا چاہئے کہ تم جتنا اس غلام پر قادر ہو اس سے زیادہ اللہ تعالیٰ تم پر قادر ہے۔ میں نے کہا اس کے بعد میں کبھی کسی غلام کو نہیں ماروں گا۔ (ابو داؤد۔ مسلم)

مار کے بدلے میں غلام کی آزادی

حضرت زاذان کندی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو وہ اپنے ایک غلام کو آزاد کر چکے تھے۔ انہوں نے زمین سے لکڑی یا اور کوئی چیز اٹھائی اور فرمایا مجھے اتنا بھی اجر نہیں ملا۔ میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس شخص نے کسی غلام کو چانٹا رسید کیا "یا اس کو مارا تو اس کا کفارہ یہی ہے کہ وہ اس کو آزاد کردے۔ (مسلم۔ ابو داؤد)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے پاس ان کا کارندہ آیا۔ تو آپ نے اس سے پوچھا کہ تم نے غلاموں کو ان کا خرچہ دے دیا؟ اس نے کہا نہیں "انہوں نے کہا جاؤ اور ان کو دے دو۔ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ آدمی کے گناہ کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ جس کا وہ مالک ہے ان سے ان کی ضرورت کو روکے رکھے۔

ستر مرتبہ غلاموں کے ساتھ عفو ودرگزر

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا "اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ کتنی مرتبہ غلام کو معاف کیا جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہر دن ستر مرتبہ۔ (ابو داؤد۔ ترمذی)

کسانوں پر بے جا سختی پر وعید

حضرت ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ شام میں کچھ کسانوں کے پاس سے گزرے "وہ لوگ دھوپ میں کھڑے کردیئے گئے تھے اور ان کے سروں پر تیل ڈال دیا گیا تھا۔ پوچھا یہ کیا ہے؟

جواب دیا گیا کہ ان کو خراج کے سلسلہ میں سزا دی جاری ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عذاب دیتے ہیں "تو وہ حاکم کے پاس گئے اور ان سے بیان کیا۔ حاکم نے حکم دیا اور وہ لوگ چھوڑ دیئے گئے۔

(مسلم ابو داؤد' نسائی)

جواب آں غزل

الحاج شمشاد حسین شاہد اقبال کالونی سرگودھا

قادیانی عقیدہ کے مطابق "محمد رسول اللہ ﷺ کا دوبارہ ظہور مرزا قادیانی کی شکل میں ہوا ہے اور یہ دوسرا ظہور محمد ﷺ عربی کے ظہور سے اعلیٰ و افضل اور اکمل ہے۔ اس لئے مرزا خاتم النبیین آخری نبی ہے۔ افضل الرسل بھی اور مدار نجات بھی۔ چنانچہ مرزا قادیانی کے ایک مرید قاضی ظہور الدین اکمل نے مرزا کی شان میں درج ذیل قصیدہ پڑھا اور مرزا قادیانی سے داد تحسین وصول کی۔ اخبار بدر قادیان ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء۔

امام اپنا عزیز و اس جہاں میں
غلام احمد ہوا دارالاماں میں
غلام احمد رسول اللہ ہے برحق
شرف پایا ہے نوع انس و جاں میں
محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

ناچیز نے بشکل "قصیدہ جواب قصیدہ" سعی کی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

اگر ہو دیکھنا کذاب جہاں میں
غلام احمد کو دیکھو قادیاں میں
کبھی مریم کبھی بنتا ہے عیسیٰ
کبھی ہے ہیجڑوں کے درمیاں میں
غلام احمد کے میں ہوں محمد
جو شامل ہو سکا نہ انس و جاں میں
وہ ڈھیلے مٹی کے کھاتا تھا اکثر
یہ خصلت پائی جاتی ہے حیواں میں
مجسم ہے وہ ایسی خصلتوں کا
جو دیکھی نہ سنی ہم نے شیطان میں
توہین انبیاء اللہ و مرسل
ہے اس نے کی عزازیلی بیاں میں
وہ ہے ابلیس سے بھی بڑھ کے واللہ
خدا اور مصطفے کے دشمناں میں
وہ تصویریں فروخت اپنی کر کے
ہوا شامل گروہ مفلساں میں
ہیں بچے کر لاہوری قادیانی
کریں مباہلہ آئیں میداں میں
مرا دجال وہ ایسی جگہ پہ
میں لاؤں کس طرح شاہد بیاں میں

حج کی مقصدیت افادیت اور تاریخی پس منظر

تحریر۔ ابو شفقت قریشی سہام

عربی زبان میں زیارت کا قصد کرنے کو حج کہتے ہیں۔ پوری دنیا کے کونے کونے سے مسلمان بیت اللہ کی زیارت کا قصد کرکے مکہ معظمہ پہنچتے ہیں طواف و سعی کرتے ہیں۔ وقوف عرفات وقوف مزدلفہ رمی جمرات' قربانی حلق یا قصر کرکے طواف زیارت یعنی حضور ﷺ کے سکھائے ہوئے طریقے پر مناسک حج ادا کرتے ہیں اس کو حج کہتے ہیں۔ نماز' روزہ اور زکوٰۃ ایسی عبادات ہیں جو انسان کو اسلام کے سانچے میں ڈھال کر عبادت الٰہی کے لئے تیار کرتی ہیں۔ حج بھی ایک ایسی ہی فرض عبادت ہے جو مالی اور بدنی عبادات کا مرکب ہے۔ حج کی مقصدیت افادیت اور تاریخی پس منظر کی تفصیل تو بہت ہی طویل ہے البتہ چیدہ چیدہ نقاط اور اس کی ابتدا اس طرح سے ہے۔ تقریباً چار ہزار برس پیشتر حضرت' ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش عراق کے ایک ایسے گھرانے میں ہوئی جو دیوتاؤں کی پوجا پاٹ کرنے کے علاوہ ان کے ہاں لوگوں کی حاجات پوری کرانے کے ٹھیکیدار بھی بنے ہوئے تھے۔ نذرانے وصول کرتے اور ایک خدائے واحد کی بندگی اور پرستش کی بجائے اپنے ہی ہاتھوں سے بنائے گئے سینکڑوں بتوں کے سامنے سر جھکا کر انسانی وقار کی تذلیل کا سبب بنتے تھے۔ اس تاریک دور میں کوئی شخص بھی سیدھی راہ دکھانے اور حق بات بتانے والا موجود نہ تھا۔ گوکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور نبی آخر الزمان جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خمیر بھی اسی مٹی سے تھا تاہم انہوں نے ہوش سنبھالتے ہی غور و فکر کرنا شروع کر دیا کہ یہ بت جن کو خود ہی تراشا گیا ہے سورج چاند اور ستارے جو خود کسی کے حکم کی تعمیل میں گردش کرتے نظر آتے ہیں اور زوال پذیر بھی ہوتے ہیں اور ہر تخلیق شدہ چیز خود کسی کی محتاج ہے بھلا وہ کسی کا رب کیسے ہو سکتی ہے چنانچہ حضرت نے علی الاعلان ہر اس چیز کو معبود ماننے اور اس کی پرستش کرنے سے انکار کر دیا جس کی پرستش ان کے گھر والے اور گمراہ قوم کرتی تھی۔ اعلان کرتے ہوئے فرمایا "ترجمہ۔ میں نے سب سے منہ موڑ کر اس ذات کو عبادت و بندگی کے لئے خاص کر لیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو تخلیق کیا ہے اور میں ہرگز شرک کرنے والا نہیں" جب اللہ وحدہٗ لاشریک کی پہچان کرکے اس کو پا لیا تھا تو حکم ہوا (اسلام لے آ) اپنے آپ کو میرے سپرد کر دے۔ میرا ہو کر رہ) عرض کیا اے رب العالمین! میں نے اسلام قبول کیا۔ میں رب العالمین کا ہو گیا۔ میں نے اپنے آپ کو اس کے سپرد کر دیا۔ اس قول و اقرار کے بعد حضرت ابراہیمؑ نے پابندی کے ساتھ وعدے کو نبھایا۔ اعلان حق کے بعد ان پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے اور وہ تنہا مقابلے کے لئے کمربستہ ہو گئے۔ بادشاہ وقت کے دربار میں اس کو جھٹلایا تو زندہ آگ میں ڈال دیئے گئے مگر وحدہٗ لاشریک کے حکم سے آگ ٹھنڈی ہو گئی۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے گھربار' گمراہ والدین اور گمراہ قوم کو خیرباد کہہ کر اپنی بیوی اور بھتیجے کو ساتھ لے کر بے سرو سامانی کے عالم میں شام' فلسطین' مصر اور عرب کے دوسرے ملکوں میں اللہ کی واحدنیت کی تبلیغ کرتے ہوئے کئی سال گزار دیئے۔ جب بڑھاپے کے آثار نمودار ہونے شروع ہوئے تو تبلیغی مشن کو جاری رکھنے کے لئے اولاد کی خواہش پیدا ہوئی۔ ۸۶ برس کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے خواہش پوری فرمائی۔ بڑھاپے کی اولاد بہت پیاری اور لاڈلی ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو آزمانا چاہتا تھا کہ وہ اولاد جو میں نے دی کیا میرے حکم پر اس کے گلے پر چھری چلا سکتا ہے یا نہیں۔ حکم ملتے ہی جب باپ نے چھری سنبھالی تو بیٹے نے کہا ابا جان جلدی کیجئے اب دیر کیسی۔ جب اس آزمائش میں بھی پورے اترے تو اس کے انعام کے طور پر حضرت ابراہیمؑ کو پوری دنیا کا امام بنا دیا گیا۔

حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ نے مل کر عرب کے گوشے گوشے میں اشاعت دین کا کام کیا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسلامی تحریک کے مرکز کی تعمیر مکہ میں کی جس کا نام بیت اللہ یا خانہ کعبہ ہے اس عظیم عمارت کو دین اسلام کی عالمگیر تحریک کا مرکز تبلیغ و اشاعت قرار دیا گیا جس کی غرض و غائیت یہ تھی کہ پوری دنیا کے مسلمان یہاں جمع ہوں اور عظیم اجتماع کا نام حج رکھا گیا۔ اور اس کا طریقہ بھی اس لئے مقرر کیا گیا تاکہ ہر ملک قوم اور نسل سے تعلق رکھنے والا شخص جب اپنے مرکز میں پہنچے تو اس کا لباس اور مناسک حج ادا کرنے کا طریقہ بھی ایک جیسا ہو۔ سورہ آل عمران آیت ۹۶۔۹۵ میں ارشاد ہوا ہے "ترجمہ۔ یقیناً پہلا گھر جو لوگوں کے لئے مقرر کیا گیا وہی تھا جو مکہ میں تعمیر ہوا برکت والا گھر اور سارے جہاں والوں کے لئے مرکز ہدایت۔ اس میں اللہ کی کھلی ہوئی نشانیاں ہیں۔ مقام ابراہیم ہے اور جو اس میں داخل ہو جاتا ہے اس کو امن مل جاتا ہے۔" حضرت اسماعیلؑ کی وفات کے بعد جہالت کا دور ایک بار پھر عروج پر چلا گیا توحید کو چھوڑ کر پھر بت پرستی شروع کر دی گئی۔ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کے بت بنا کر خانہ کعبہ میں پرستش کے لئے رکھ دیئے گئے۔ اور حج کی جگہ مشرکانہ رسوم نے لے لی اور میلے ٹھیلے کی شکل اختیار کر لی۔ تالیاں اور سیٹیاں بجانا طواف ننگے ہو کر کرنا کار ثواب سمجھا جانے لگا اور تلبیہ کی روح کو اس طرح اپنی مرضی سے تبدیل کر دیا گیا (حاضر ہوں میرے اللہ میں حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں مگر وہ جو تیرا ہونے کی وجہ سے تیرا شریک ہے) قربانی کے گوشت اور خون کو کعبہ کی دیواروں پر ملتے۔ متوکل بن کر بغیر زاد راہ بھیک مانگتے ہوئے حج کرنا ثواب سمجھا جاتا تھا حج میں تجارت کرنا کمانا یا اور بات چیت کرنا معیوب سمجھا جاتا تھا۔ اور اسی طرح کی سینکڑوں خود ساختہ رسمیں شامل کرکے حج کی اصل روح کو ختم کر دیا گیا تھا اور یہ سلسلہ تقریباً اڑھائی ہزار برس تک جاری رہا۔ آخرکار حضرت ابراہیمؑ کی وہ دعا پورا ہونے کا وقت آیا جو انہوں نے کعبہ کی دیواروں میں اٹھاتے وقت مانگی تھی یعنی حضور ﷺ کی ولادت با سعادت۔

حضرت ابراہیمؑ نے تو بت پرستی اور جاہلانہ رسوم پر صرف ضرب کاری لگائی تھی۔ حضور ﷺ نے تو ان کی جڑ کاٹ کر رکھ دی اور حج کا از سر نو خالص اسلامی بنیادوں پر آغاز کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا ترجمہ "اور لوگوں پر اللہ کا حق ہے کہ جو کوئی اس گھر تک آنے کی قدرت رکھتا ہو وہ حج کے لئے آئے۔ پھر جو کوئی کفر کرے تو اللہ تعالیٰ تمام دنیا والوں سے بے نیاز ہے" یعنی قدرت رکھنے کے باوجود اگر کوئی شخص حج نہیں کرے گا تو وہ کفر کرے گا۔ ارشاد نبوی ہوا "جو شخص زاد راہ اور سواری رکھتا ہے جس سے بیت اللہ تک پہنچ سکتا ہو اور پھر حج نہ کرے تو اس کا اس حالت پر مرنا اور یہودی یا نصرانی ہو کر مرنا یکساں ہے"۔ تلبیہ سے مشرکانہ جملے نکال دیئے گئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا ترجمہ "

باقی ۱۶ پر

ایک خطرناک فتنے سے ہوشیار رہنے کی ضرورت

مولانا حبیب الرحمن صاحب قاسمی مدیر دارالعلوم دیوبند

قرآن کریم انسان کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے خالق کائنات کی عطا کردہ وہ آخری کتاب ہے جس میں اصولی طور پر دنیا و آخرت میں خیر و فلاح کے ساتھ زندگی بسر کرنے کی جامع ترین ہدایات بیان کردی گئی ہیں جو ہر زمانہ اور ہر طبیعت کے بالکل مناسب ہیں۔ ان میں کسی ترمیم و تنسیخ اور حذف و اضافہ کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے' ارشاد باری تعالیٰ "مافرطنا فی الکتاب من شیء" اور "الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتاب ولم یجعل لہ عوجا قیما" الخ الآیۃ میں قرآن حکیم کی اسی جامعیت اور ہمہ گیری کو بیان کیا گیا ہے چنانچہ علامہ عثمانی مذکورہ آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں۔

"اس کتاب میں کوئی ٹیڑھی ترچھی بات نہیں' عبارت انتہائی سلیس و فصیح اسلوب نہایت موثر و شگفتہ تعلیم نہایت متوسط و معتدل جو ہر زمانہ اور ہر طبیعت کے مناسب اور عقل سلیم کے عین مطابق ہے" (فوائد عثمانی ۳۸۰)

یہ تعریف پر دنیا ہزار کروٹیں بدلے' تمدن و معاشرت اور انسانی مزاج و عادات میں لاکھ تبدیلیاں آجائیں' اقتصادیات و معاشیات کی قدریں کتنی ہی مختلف ہوجائیں علم و تحقیق کے معیار کتنی ہی بلندیوں پر پہنچ جائیں زندگی کے تقاضے اور ضروریات کوئی بھی صورت اختیار کرلیں قرآن حکیم اور کتاب مبین کی جامع اور ہمہ گیر ہدایات حیات انسانی کے ہر مسئلہ اور ہر ضرورت کا حل پیش کرتی رہیں گی۔

اس بنا پر خداوند عالم نے اہل دانش کو قرآن مبین کی آیات میں غور و فکر اور تدبر کی بار بار دعوت دی ہے چنانچہ ایک موقعہ پر ارشاد ہے۔

کتاب انزلناہ الیک مبارک لیدبروا آیاتہ ولیتذکر اولوا الالباب (سورہ ص)

ترجمہ: یہ ایک کتاب ہے جو اتاری ہم نے تیری طرف برکت کی تاکہ دھیان کریں لوگ اس کی آیتوں میں اور تاکہ سمجھیں عقل والے۔

لیکن تدبر کی اس عام دعوت کے ساتھ اللہ تعالیٰ اس کی قطعاً اجازت نہیں دیتا کہ اس کے کلام میں کوئی شخص اپنے افکار و نظریات اور خیالات و رجحانات کو شامل کردے کیونکہ اس آزادی اور چھوٹ کا انجام یہ ہوگا کہ یہ دستور الٰہی اور کتاب ہدایت انسانی افکار و مزعومات کا ایک دفتر ہو کر رہ جائے گی اس لئے حق جل مجدہ نے اپنے کلام کی تفسیر و تشریح کے لئے خود اپنے مرسل رسول ﷺ کو متعین فرمادیا۔

وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیہم

ترجمہ: اور اتاری ہم نے تجھ پر یہ یادداشت تاکہ تو کھول دے لوگوں کے سامنے وہ چیز جو اتری ان کے واسطے۔

یعنی اے محمد (ﷺ) ہم نے آپ ﷺ کو ایسی کتاب دے کر بھیجا جو تمام کتب سابقہ کا خلاصہ اور انبیاء سابقین کے علوم کی حامل یادداشت ہے۔ آپ کا کام یہ ہے کہ تمام دنیا کے لوگوں کے لئے اس کتاب کے مضامین خوب کھول کر بیان فرمائیں اور اس کی مشکلات کی شرح اور مجملات کی تفصیل کردیں' اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کا مطلب وہی معتبر ہے جو روایت رسول (ﷺ) کے موافق ہو (فوائد عثمانی ۳۵۱)

اس بنا پر رسول خدا ﷺ نے اپنی رائے سے قرآن حکیم کی تفسیر و تشریح کرنے والے کو سخت وعید سنائی ہے چنانچہ ترجمان قرآن حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ۔

ترجمہ: جس شخص نے قرآن حکیم میں اپنی رائے سے کوئی بات کہی یا ایسی بات کہی جس کا علم اسے (رسول اللہ ﷺ کی طرف سے) نہیں ہے تو اسے جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنالینا چاہئے۔

قرآن و حدیث کی روشنی میں ائمہ مفسرین نے قرآن حکیم کی تفسیر کے لئے جو اصول و ضوابط اور معیار مقرر کئے ہیں جو تفسیر اس ضابطے اور معیار کے مطابق ہوگی وہی صحیح اور مقبول ہوگی اور جو ان معیار و اصول سے منحرف اور ہٹ کر ہوگی وہ غیر معتبر اور مردود سمجھی جائے گی ائمہ تفسیر کے اس ضابطہ کا خلاصہ یہ ہے۔

(۱) آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تفسیر کے مطابق یا کسی مرفوع حدیث یا اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم سے ماخوذ و مستنبط ہو۔

(۲) سیاق و سباق سے ہم آہنگ ہو یعنی قرآن حکیم کی ان آیات سے مربوط ہو جو اس سے پہلے اور بعد میں ہیں۔

(۳) قواعد عربیہ اور اہل زبان کے استعمال کے موافق ہو۔

(۴) اصول شریعت اور دین سے ثابت شدہ بنیادی امور کے مطابق ہو جن پر ایمان و اعتقاد لازم ہے۔

(۵) منشاء قرآن کے مناسب ہو۔

لیکن قرآن و حدیث اور علماء حق کی ان تمام تر تنبیہوں کے باوجود ہر عہد اور ہر زمانہ کے ملحد اور اہل ہوا قرآن پاک کے تراجم و تفاسیر میں اپنے باطل عقائد اور فاسد نظریات کو ٹھونس کر کتاب مبین کی روشن تعلیمات و ہدایات کو غبار آلود کرنے کی مذموم کوشش اور ناروا جسارت کرتے رہے ہیں خود ہمارے برصغیر میں بعض کم فہم مغرب زدوں اور اہل بدعت دین بیزار کے اردو تراجم اور تفسیریں تحریفات اور باطل تاویلات سے بھری ہوئی ہیں اور یہ ناروا ضلالت خیز رویہ آج بھی جاری ہے بلکہ کوشش کی جارہی ہے کہ اسلام اور علمائے محققین کے علمی شہ پاروں کے مقابلے میں ان خذف ریزوں کو اہمیت و ترجیح دے عصر حاضر کے اس خطرناک فتنہ سے پوری طور پر ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔

●●

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا حال

حضرت فاطمہ بنت عبدالملک جو حضرت عمر بن عبدالعزیز کی بیوی تھیں ان سے کہا گیا کہ اپنے شوہر کی عبادت اور ریاضت کا حال بتائیں انہوں نے فرمایا کہ اللہ کی قسم وہ سب سے زیادہ نفل نماز پڑھنے والے تو نہ تھے نہ ہی ہمیشہ روزہ رکھتے تھے ہاں مگر میں نے ان سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا کسی کو نہیں دیکھا جب وہ اپنے بستر پر اللہ کو یاد کرتے تھے تو چڑیا کی طرح پھڑپھڑانے لگتے تھے یہاں تک کہ ہم لوگ سمجھتے تھے کہ لوگوں کی صبح اس حال میں ہوگی کہ وہ خلیفہ سے محروم ہوچکے ہوں گے۔ (سیرت عمر بن عبدالعزیز لابن عبدالحکم)

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر

تحریر۔ ثمینہ شفقت قریشی لہام

حضرت فاطمہؓ زوجہ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ تھیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جب دونوں میاں بیوی مسلمان ہوئے تو اس وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حالت کفر میں تھے اور اسلام قبول کرنے والوں کے دشمن نمبر ایک خیال کئے جاتے تھے۔ جب بھی کوئی غریب شخص اسلام قبول کرتا تو حضور ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ اسے کسی متمول صحابی کی کفالت میں دے دیا کرتے تھے حضرت خباب رضی اللہ عنہ ابن ارت ام انمار کے غلام تھے جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو حضور پاک ﷺ نے ان کو حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا جو مکہ کے ایک متمول شخص تھے ایک دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ننگی تلوار لے کر حضور پاک ﷺ کے قتل کے ارادے سے گھر سے نکلے۔ راستے میں آپ رضی اللہ عنہ کی ملاقات قبیلہ بنی زہرہ کے ایک شخص سے ہوئی جن کا نام نعیم بن عبد اللہ تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غصے کی حالت میں ننگی تلوار اٹھائے تیزی سے جاتے ہوئے دیکھا تو حضرت نعیم رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے عمر رضی اللہ عنہ کدھر جانے کا ارادہ ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے گرجدار لہجے میں جواب دیا کہ چراغ اسلام بجھانے جا رہا ہوں کیونکہ حضور ﷺ نے حق کی تبلیغ کرکے ہمارا جینا دوبھر کر دیا ہے حضرت نعیم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ کام کرنا چاہتے ہو تو کیا سمجھتے ہو کہ بنی ہاشم اور بنی زہرہ تمہیں زندہ رہنے دیں گے۔ پہلے اپنے گھر کی خبر لو تمہاری بہن اور بہنوئی اس چراغ کی روشنی سے منور ہو چکے ہیں جس کو تم بجھانے جا رہے ہو۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آگ بگولہ ہو گئے اور سیدھے اپنی بہن کے گھر پہنچے دروازہ اندر سے بند تھا اور یوں آواز آ رہی تھی جیسے کسی سے کوئی پڑھ رہا ہو۔ دروازہ کھٹکھٹایا تو خاموشی چھا گئی اور حضرت خباب رضی اللہ عنہ جن کے سامنے دونوں میاں بیوی تلاوت کر رہے تھے دوسرے کمرے میں جا کر چھپ گئے دروازہ کھلا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بہن اور بہنوئی سے پوچھا کہ کیا پڑھ رہے تھے پہلے تو انہوں نے بات ٹالنے کے لئے کہہ دیا کہ آپس میں کوئی بات چیت کر رہے تھے جب آپ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے معلوم ہے تم نے آباؤ اجداد کا دین چھوڑ دیا ہے اور دین اسلام قبول کرکے گمراہ ہو گئے ہو یہ سن کر حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ آپے سے باہر ہو گئے اور بہن اور بہنوئی کو مار مار کر لہولہان کر دیا۔ حضرت فاطمہؓ نے پوری استقامت کے ساتھ فرمایا کہ میرے بھائی جو چاہو کر لو حضور ﷺ کا دین ہماری رگ رگ میں رچ بس گیا ہے اب اس کو دنیا کی کوئی طاقت ہمارے دلوں سے نکال نہیں سکتی لفظوں کے تیر نشانے پر بیٹھے بہن کی استقامت دیکھ کر بھائی کا ہیرے جیسا سخت دل بہن کے پھول کی پتی جیسے بول سے کٹ گیا غصہ محبت میں تبدیل ہو گیا دل و دماغ نے کروٹ لی دشمنی محبت میں تبدیل ہو گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بہن سے پوچھا آخر دکھاؤ تو سہی وہ کیا چیز تھی جو تم دونوں پڑھ رہے تھے۔ جواب دیا اللہ کی آخری کتاب پڑھ رہے تھے جب وحی الٰہی کو اپنے ہاتھ میں لے کر دیکھنے کی خواہش کی تو بہن نے کہا کہ پہلے غسل کر لیں پانی نے ذہن کی آلودگی دھو ڈالی باہر نکلے تو چہرہ فرط مسرت سے جگمگا رہا تھا بہن نے چہرے کی رنگت سے دل کی کیفیت کو بھانپ لیا۔ بعد احترام ہرن کی کھال پر لکھی ہوئی سورہ طٰہٰ اپنے بھائی کو پیش کی جس کی تلاوت حضرت فاطمہؓ اور حضرت سعید رضی اللہ عنہ کر رہے تھے۔ ترجمہ تحقیق میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں پس میری عبادت کرو میری یاد کے لئے نماز قائم رکھو۔ (سورہ طٰہٰ ۱۴) پڑھنے لگے تو اندھیرے چھٹنے لگے دل کی دنیا دگرگوں ہو گئی بے اختیار فرمانے لگے بہت ہی اچھا اور بزرگ کلام ہے پتھر دل موم ہو گیا اللہ تعالیٰ کے کلام کی تاثیر سے صدف دل وا ہو گئی آیات ربانی آب نیساں کی صورت قلب عمر رضی اللہ عنہ میں گوہر نایاب بن گئیں اور کہنے لگے فوراً مجھے حضور پاک ﷺ کی خدمت میں لے چلو۔ حضور پاک ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی اور کلمہ شہادت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر جاری ہو گیا۔

اللہ کی راہ میں دینے والے

حضرت نافعؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو جو بھی چیز پسند آ جاتی تھی اسے صدقہ کر دیتے تھے، اور بعض مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ ایک ہی مجلس میں تیس ہزار کی رقم اللہ کی راہ میں خرچ کر دی۔

بقیہ: مولانا عبید اللہ مسعودؒ

اوقات لائبریری میں گزرنے لگے۔ جو وقت بھی ہوتا اور اپنے مشن کی تبلیغ بھی جاری رہتی۔

آپ کی طبیعت میں تواضع اور صبر بہت تھا۔ بے حد خوددار اور جفاکش تھے۔ غربت اور مشقت برداشت کی لیکن عزت نفس پر حرف نہیں آنے دیا۔ فضول باتوں سے پرہیز کرتے اور اکثر خاموش رہا کرتے۔

زندگی کے آخری سالوں میں دل اور شوگر کی بیماریوں نے گھیر لیا۔ آخری شب پوتوں کو قرآن مجید پڑھایا، کھانا کھایا، حسب معمول لیٹ گئے۔ [illegible] بیٹے کے قریب بیٹھے ہی تکلیف ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب کو بلایا گیا [illegible] شدید تکلیف کی شدت سے بہت بلند آواز سے "اللہ" اور کبھی "الا اللہ" کہتے تھے ڈاکٹر صاحب نے ہسپتال لے جانے کا مشورہ دیا۔ آپ نے اس عالم میں اپنا لباس خود تبدیل کیا۔ بیٹے نے گاڑی نکالی۔ ابھی گاڑی اسٹارٹ نہیں ہوئی تھی کہ آپ اپنے کمرے میں بستر سے اپنا رومال اٹھانے کے لئے نکلے، رومال کی طرف ہاتھ بڑھایا ساتھ ہی [illegible] آ گئے اور روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ شب جمعرات تھی۔ [illegible] بجے کا عمل تھا۔ اگلے روز ۲۲ ربیع [illegible] ۳ اکتوبر ۱۹۹۴ء کو عصر کے بعد ختم نبوت کے شیدائی امیر شریعت کا فدائی اور احرار کا سپاہی سرزمین بہاول پور میں آسودہ خاک ہوا۔

[illegible]

کبھی ایسا بھی ہوا تھا

جناب عبدالحئی صاحب فاروقی جامعہ ہمدرد دہلی

شمالی ہند کے مشہور شہروں میں سے ایک شہر میں آج سے پچاس سال پہلے ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس سے حق تعالیٰ کی شان کریمی اور عفو و درگزر کی صفات کا مشاہدہ انہیں آنکھوں سے کرلیا گیا ہے۔ ہوا یہ کہ ایک جنازے کی تدفین کے سلسلہ میں کچھ لوگ قبرستان آئے اور دفن سے فراغت کے بعد جب واپس جانے لگے تو ایک صاحب عام راستے سے ہٹ کر ایک پگڈنڈی کے ذریعہ روانہ ہوئے تاکہ جلد گھر پہنچ جائیں۔ لق و دق قبرستان سے جہاں چاروں طرف ٹوٹی پھوٹی قبریں تھیں اور انتہائی سناٹا و ویرانی تھی جب یہ گزرے تو وہاں ایک گوشے سے یہ آواز آئی۔ "اے فلاں ذرا ادھر آنا" اپنا نام اور اس اجنبی آواز کو سن کر یہ صاحب خوفزدہ ہوگئے اتنے میں یہ آواز پھر آئی۔

"ڈرو نہیں ادھر آؤ" میں بہت دیر سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں اور مجھے تم سے بات کرنے ہی کے لئے بھیجا گیا ہے"

اب ذرا ان کی کچھ ہمت بندھی اور یہ اس آواز کی طرف بڑھے تو دیکھا کہ ایک قبر سے ایک شخص گردن نکال کر جھک رہا ہے ان کا منتظر ہے وہ کہنے لگا۔

دیکھو میرا نام یہ ہے میں فلاں محلے کی گلی میں رہا کرتا تھا۔ براہ کرم میرے لڑکے جن کا یہ نام ہے ان تک میرا پیغام پہنچادینا کہ فلاں آدمی کا مجھ پر اتنا قرضہ رہ گیا ہے وہ جلد ادا کردیں۔ اس وقت محض اس کی وجہ سے میں عذاب میں مبتلا ہوں۔ اگر یہ قرضہ ادا ہوجائے تو میری گلو خلاصی ہوجائے گی۔ میں نے حق تعالیٰ سے نجات کی فریاد کی تھی تو حکم ملا کہ آج دنیا میں جاؤ۔ اس نام کا ایک آدمی فلاں وقت تمہاری قبر کے پاس سے گزرے گا۔ اگر تم اس کے ذریعہ اپنے ورثاء کے پاس پیغام کہلوا کر اپنا قرض ادا کرالو گے تو تمہیں نجات مل جائے گی۔ لہٰذا آج میں اسی حکم کے مطابق یہاں آیا ہوں اور تمہارا راستہ دیکھ رہا ہوں۔ خدارا جلدی سے میرا یہ کام کرادو۔

پھر وہ شخص اور وہ آواز غائب ہوگئی۔

یہ صاحب بے حد حیران اور خوفزدہ گھر سے ہوئے یہ باتیں سن رہے تھے اب بجائے گھر جانے کے یہ فوراً اس کے بتائے ہوئے پتے پر روانہ ہوگئے اور جیسا اس صاحب قبر نے بتایا تھا ویسا ہی گھر مل گیا اور وہاں اس کا لڑکا بھی مل گیا۔ اس سے بتایا کہ آج ابھی میرے ساتھ ایسا واقعہ پیش آیا ہے۔ تم براہ کرم فوراً اپنے باپ کا قرض ادا کردو۔ لڑکے نے اپنے باپ کی ہر بات کو حرف بہ حرف تصدیق کی اور رونے لگا اور اس نے فوراً قرض کی ادائیگی کا بندوبست کیا۔

بات آئی گئی ہوگئی۔ کافی عرصہ گزر گیا اور یہ واقعہ بھی سب کے ذہن سے محو ہوگیا۔ اتفاق سے پھر ایک جنازے کے ہمراہ یہ صاحب اسی قبرستان میں پہنچے اور اسی راستے سے گزرے، مگر وہ پہلا واقعہ اب انہیں یاد نہیں رہا تھا۔ یکایک انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص نہایت قیمتی کپڑے پہنے اور بے حد ہشاش بشاش حالت میں کھڑا ہے اور ان صاحب کو دیکھتے ہی اس نے سلام کیا اور پوچھا کہ آپ نے مجھے پہچانا! انہوں نے نفی میں جواب دیا۔ اس نے کہا میں وہی شخص ہوں جس نے اپنے قرض کی ادائیگی کے لئے آپ سے کہا تھا۔ آج میں شکریہ ادا کرنے کے لئے یہاں آیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف میری مغفرت فرمادی بلکہ جنت میں ایک بہت ہی قیمتی جگہ بھی رہنے کے لئے دی دی ہے۔ مجھے تمہاری آمد کی آج اطلاع دے دی گئی تھی اور حکم دیا گیا تھا کہ دنیا میں جاکر تمہارا شکریہ ادا کروں۔

یہ کہہ کر وہ شخص غائب ہوگیا۔ اب یہ صاحب دیوانہ وار اس کو ہر طرف تلاش کرتے رہے۔ انہیں وہ شخص تو ملا نہیں مگر ایک عجیب و غریب قسم کی خوشبو سارے قبرستان میں پھیلی ہوئی تھی۔

غیبی انتقام

فارسی اور اردو کے مشہور شاعر اور سلسلہ نقشبندیہ کے صاحب سجادہ بزرگ حضرت میرزا مظہر جان جاناں شہید دہلوی کو ایک رافضی نے شہید کردیا تھا۔ ان کی شہادت کے بعد دہلی میں بادشاہ وقت نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک جنگل میں ہوں اور اس جنگل کی ایک جانب سے کچھ گرد نمودار ہوئی اور اس گرد سے ایک سوار ظاہر ہوا جو گھوڑا دوڑاتا ہوا دربار شاہی کی طرف آرہا ہے اور میرزا مظہر جان جاناں اس کی رکاب پکڑے ہوئے دوڑتے چلے آرہے ہیں۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ سوار حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ دربار کے قریب آکر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ مرزا تمہارا قاتل کون ہے؟

جناب میرزا صاحب نے وزیر سلطنت کی طرف اشارا فرمایا۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کمان سے ایک تیر وزیر کے مارا۔

یہ خواب دیکھ کر بادشاہ کی آنکھ کھل گئی۔ فوراً حکم دیا کہ وزیر کو بلاؤ۔ چپراسی وزیر کے مکان پر گئے تو معلوم ہوا کہ وزیر صاحب کے جگر میں درد اٹھا ہے وہ نہیں آسکتے۔ صبح ہوتے ہوتے وزیر صاحب راہی جہنم ہوگئے۔

(بحوالہ ......)

عشق الٰہی

مشہور بزرگ حضرت ذوالنون مصری فرماتے ہیں کہ میں ایک بار حج کے لئے گیا وہاں مجھے کسی نے بتایا کہ یمن میں ایک شخص ہے جو خدا کے خوف اور عبادت میں اپنی کوئی مثال نہیں رکھتا۔ چنانچہ مجھے اس کی ملاقات کا شوق ہوا۔ حج کے بعد دوستوں کے ہمراہ یمن کا ارادہ کیا تاکہ ہم اس بزرگ کی صحبت سے کچھ فائدہ اٹھائیں۔ ہمارے قافلے کے ہمراہ ایک بزرگ سیرت نوجوان بھی تھا جس کے چہرے سے خشیت الٰہی کے انوار ظاہر ہو رہے تھے۔ اس کا رنگ مسلسل فاقوں کی وجہ سے زرد تھا۔ اس کی مغموم طبیعت سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی زبردست مصیبت کا شکار ہے۔ ہم نے اسے بہت سمجھایا کہ تم اپنی جان پر رحم کرو اور اتنا غم نہ کھاؤ لیکن وہ ہماری کسی بات پر دھیان نہیں دیتا تھا یہاں تک کہ ہمارا قافلہ یمن پہنچ گیا۔

مذکورہ بزرگ سے ملاقات ہوئی وہ نہایت عاجز اور مسکین مزاج تھے۔ اس نوجوان نے ہم سب سے پہلے اٹھ کر ان بزرگ کو سلام کیا اور کہا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو دلوں کی بیماری کا طبیب بنایا ہے اور گناہوں کے دکھ درد آپ کے علاج سے درست ہوجاتے ہیں۔ لہٰذا میرا علاج کیجئے۔ میرا ایک زخم ناسور بن گیا ہے اور اب میں لاعلاج مریض ہوں۔

شیخ نے جواباً فرمایا۔

"اے نوجوان! خدا تمہارا بھلا کرے، جو کچھ تم پوچھنا چاہتے ہو پوچھو"

نوجوان نے عرض کیا۔

ارشاد فرمائیں کہ خوف خدا کی علامت کیا ہے۔

بندے میں جب خدا کا خوف آجاتا ہے تو سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو خاطر میں نہیں لاتا اور مخلوق سے جدا ہوجاتا ہے۔

یہ سن کر نوجوان کانپنے لگا اور پھر بے ہوش ہوگیا تھوڑی دیر کے بعد ہوش بحال کر کے بولا بندے کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا یقین کب ہوتا ہے؟

فرمایا! بندے کو اپنے اندر خدا کے خوف کا یقین اس وقت کرنا چاہئے جب وہ دنیاوی حرص سے اس طرح پرہیز کرنے لگے جس طرح بیمار کھانا کھانے سے پرہیز کرتا ہے۔

یہ جواب سن کر نوجوان نے ایک زبردست چیخ ماری جس سے محسوس ہوتا تھا کہ ابھی اس کی جان نکل جائے گی۔ وہ سنبھل کر بولا۔

باقی ۱۹پر

بزم ختم نبوت

مسواک کی فضیلت و اہمیت

محمد سعید علوی، چکوال شہر

دانت قدرت کی دی ہوئی نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت ہیں۔ فیاض حقیقی نے ہمیں یہ نعمت عطا کر کے ہم پر بہت بڑا احسان کیا ہے اگر ان میں سے ایک دانت بھی جاتا رہے یا خراب ہو جائے تو اصلی دانت ہاتھ نہیں آ سکتا۔ اس لئے ان سے فائدہ اٹھانے کی خاطر ان کی حفاظت کرنی بہت ضروری ہے۔

دانتوں کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ یہ غذا کو اچھی طرح چبا کر معدہ تک پہنچا دیتے ہیں۔ جس سے معدہ کو غذا ہضم کرنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔ اس طرح دانت انسانی صحت کا بنیادی پتھر ہیں اس لئے ان کی صفائی اور استحکام پر بھرپور توجہ دینا لازمی ہے۔

اسلام نے دانتوں کی صفائی کو عبادت کا جزو قرار دیا ہے اور نماز پنجگانہ کے اوقات میں مسواک سے دانتوں کو صاف کرنا مسنون ہے۔

حضرت ابو امامہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسواک کا استعمال اپنے لئے لازم کر لو اس میں منہ کی پاکیزگی اور حق تعالیٰ شانہ کی خوشنودی ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام مجھے ہمیشہ مسواک کی نصیحت کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے خوف ہوا کہ کہیں مسواک میری امت پر فرض نہ ہو جائے اگر مجھے اپنی امت پر دشواری کا خوف نہ ہوتا تو میں ان پر مسواک فرض کر دیتا۔

ام المومنین حضرت امی عائشہ صدیقہؓ فرماتی تھیں کہ رات کو آپ ﷺ کبھی رات یا دن میں سو کر بیدار ہوتے وضو سے پہلے مسواک فرماتے تھے (ابو داؤد)

سیدنا حیدر کرار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ تمہارے منہ قرآن کے رستے ہیں اس لئے ان کو مسواک کے ذریعے خوب صاف کرو۔ (ابن ماجہ)

حضرت عامری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام حضور نبی ﷺ کی مجلس میں آتے تھے۔ آپ نے فرمایا تم میرے پاس آتے ہو اور تمہارے دانت زرد ہوتے ہیں آنے سے پہلے مسواک کر لیا کرو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا دو رکعت نماز مسواک کر کے پڑھنا بغیر مسواک کی ستر رکعتوں سے افضل ہے (رواہ ابو نعیم)

اطبا کی نظر میں دانتوں کی صفائی کے لئے مسواک سب سے بہترین چیز ہے ان کی تحقیق کے مطابق مسواک جس درخت سے لی جاتی ہے اس کا رس رطوبات فاسدہ کو برش سے زیادہ چوستا اور صاف کرتا ہے اور جراثیم کو مار ڈالتا ہے جبکہ برش میں یہ اوصاف نہیں ہوتے۔

پیلو، زیتون، شیشم، کیکر، پھولاہ، سکھ چین، حنظل، آک سب پودے اور درخت بے حد مصفیٰ اور دافع جراثیم ہیں۔ منہ کی بلغم، رطوبات، فاسدہ اور میل کو دور کرتے ہیں۔ مسواک کو دانتوں سے چبا چبا کر جب نرم کیا جاتا ہے تو اس کا رس منہ میں پھیل جاتا ہے اس کا اثر منہ سے دماغ اور آنکھوں تک پہنچ جاتا ہے اور معدہ پر فی الفور اثر کرتا ہے اسی واسطے یہ امر مسلمہ ہے کہ مسواک کرنے سے دانت مصفیٰ اور مطہر ہو جاتے ہیں۔ دماغ تقویت پاتا ہے اور آنکھیں روشن اور بصارت تیز ہو جاتی ہے بھوک بڑھتی ہے اور ہضم بھی تیز ہو جاتا ہے۔

مسواک سے حاصل ہونے والے جسمانی فوائد کے سلسلے میں صحابہ کرامؓ کے درج ذیل ارشادات بہترین رہنمائی کرتے ہیں۔

سیدنا حیدر کرار رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے
کہ مسواک حافظہ کو بڑھاتی ہے اور بلغم دور کرتی ہے۔

سیدنا حضرت امی عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں
کہ مسواک موت کے سوا ہر مرض سے شفا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں
کہ مسواک انسان کی فصاحت میں اضافہ کرتی ہے۔

مسواک کے مندرجہ ذیل فضائل کی روشنی میں ہر مسلمان کا فریضہ ہے کہ وہ نہ صرف خود اپنی روحانی و جسمانی صحت کی خاطر مسواک کا اہتمام کرے بلکہ جناب امام الانبیاء علیہم السلام کی اس پیاری سنت پر عمل پیرا ہونے کی دوسرے مسلمان بھائیوں کو بھی ترغیب دے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کو اتباع سنت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

●●

غصہ ایک لعنت

زبیدہ صادق منڈی بہاؤالدین

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب غصہ آئے تو اس کا علاج یہ ہے۔

(۱) کھڑے ہو تو بیٹھ جاؤ
(۲) بیٹھے ہو تو لیٹ جاؤ
(۳) پانی پیو
(۴) وضو کرو

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے اصحاب رضی اللہ عنہم میرے ستارے ہیں ان سے روشنی کرو۔ تو آئیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غصہ میں اپنے غصہ کا علاج ڈھونڈیں۔

ایک بار حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کسی کافر کو پچھاڑا اور قتل کرنے کے ارادہ سے اس کے سینہ پر چڑھ بیٹھے تھے کہ اتنے میں اس کافر نے آپ کے منہ پر تھوک دیا آپ رضی اللہ عنہ اس کے سینہ سے نیچے اتر آئے کافر کہنے لگا میں آپ کے قبضے میں تھا کہ آپ نے مجھے چھوڑ دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا پہلے میں اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے تجھے قتل کرنا چاہتا تھا تیرے تھوکنے کی وجہ سے غصہ شامل ہو گیا اب میں نے اپنے نفس کو خوش نہیں کرنا اس لئے تجھے چھوڑ دیا یہ سن کر وہ شخص مسلمان ہو گیا۔

ایک بار حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک کافر کو پچھاڑا اقتل

محمد مراد ہالیجوی مدیر اعلیٰ ماہوار نصیحت سکھر

بینظیر حکومت کو "قادیانیت" کے متعلق نوشتہ دیوار پڑھنا چاہیئے۔

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے وقت شاید مشیت الٰہی کا فیصلہ کن مرحلہ آچکا تھا کہ تمام اسباب تحریک کے موافق مجتمع ہو چکے تھے جیسا کہ (۱) بھٹو صاحب کی سیکولر پالیسی کے سبب بیدار مسلمانوں میں عمومی بے چینی۔ (۲) خاص طور سے ۷۰ء کے الیکشن میں قادیانیوں سے انتخابی معاہدہ (۳) بھٹو کے مزاج اور غیر جمہوری اقدامات کے سبب اپوزیشن کا ایک پلیٹ فارم پر متحد ہونا (۴) حضرت بنوریؒ جیسی غیر سیاسی غیر متنازع شخصیت کے ہاتھوں میں مجلس تحفظ ختم نبوت اور مجلس عمل کی قیادت کا ہونا (۵) مظہر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، علامہ شاہ احمد نورانیؒ، پروفیسر غفور احمد اور دیگر سرکردہ لیڈران کا قومی اسمبلی میں موجود ہونا (۶) حضرت مفتیؒ کی عرق ریزی اور مرزا ناصر پر بھرپور عالمانہ اور فاضلانہ جرح جس نے قادیانیت کو زندہ درگور کر دیا جس کی تفصیل طویل ہے مختصر طور پر آئین سازی کے مختلف مراحل پر ایک نصاب پیش کر رہا ہوں۔

جب حکومت کی طرف سے تحریک کو کچلنے کے تمام حربے 'لاٹھی چارج' 'گولیاں چلانا' 'جیل بھرنے اور اجتماعوں کی گرفتاری کرنے کے حربے' مکروہ حیلے ناکام ہو گئے تو حکومت نے مجبوراً یہ تسلیم کیا کہ قومی اسمبلی کو عدالت قرار دیا جائے اور سب ممبران کو جج تسلیم کیا جاتا ہے اور یہ عدالت (قومی اسمبلی) میں فریقین قادیانی اور مسلمان پیش ہوں اور اپنا اپنا موقف پیش کریں۔ حضرت مفتی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ جب مرزا ناصر بیان دینے کے لئے اسمبلی میں داخل ہوا تو سفید کلف دار دستار، سفید شلوار، قمیض اور شیروانی، پاؤں میں دیسی جوتا، ایک ہاتھ میں عصا (لاٹھی) اور دوسرے ہاتھ میں تسبیح کے دانے چلاتا ہوا جب دروازے سے اندر پاؤں داخل کرتے وقت بلند آواز سے "السلام علیکم" کہتا ہوا داخل ہوا۔ اسمبلی کے دین سے بے خبر ممبران جن کا خیال تھا کہ مرزا ناصر کافر ہے تو اس کو لازماً سر چوٹی ہوئی داڑھی منڈھی ہوئی اور پتلون والی کوٹ ٹوپی پہنے ہوئے ہوگا، داڑھی منڈا ہوا ہوگا، داخلہ کے وقت سر پر انگلیاں رکھ کر جھک کر آداب کرے گا لیکن یہاں تو صورت ہی الٹ تھی۔ اس لئے ممبر حضرات مرزا ناصر کی طرف دیکھ کر میری طرف متوجہ ہو کر معنی خیز انداز میں دیکھ رہے تھے گویا کہ زبان حال سے کہہ رہے تھے کہ مفتی صاحب یہ بھی کافر ہو سکتا ہے؟ شکل اور لباس دیکھو، عصا اور سلام کو دیکھو! بلکہ قریب میں بیٹھے ہوئے ممبران نے منہ چھپا کر زبان سے بول بھی دیا کہ "مفتی صاحب اس کو کافر کہنا زیادتی ہے" مفتی صاحب فرماتے تھے کہ ممبران کی جہالت دیکھ کر مجھے سخت افسوس ہوا اور پریشانی کے عالم میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یا اللہ! ختم نبوت جیسا باوقار اور نازک مسئلہ ان جاہلوں کی عدالت میں پیش ہو رہا ہے اگر تو نے ان کے دلوں کو حق کی طرف پھیرا تو یہ مسئلہ ایک مرحلہ تک حل ہو جائے گا کہ مسلمانوں کا درد سر ختم ہو جائے گا اور اگر یہ جاہل اپنی بات پر مصر اور بضد رہے تو مسئلہ ایسا الجھ جائے گا کہ مسئلہ کا سلجھنا ہی مشکل ہو جائے گا۔

اللہ عز و جل نے الہام سے کرم کیا جب مرزا ناصر پر جرح شروع کی تو پہلے تو یہ جاننے کی کوشش کرنے لگا کہ تم مجھے جال میں پھنسا رہے ہو تب جا کے ممبران کی آنکھیں کھلیں۔ جب مفتی صاحب کی جرح نے (جس کی تفصیل مناسب موقع پر عرض کروں گا) مرزا ناصر کا ناطقہ بند کر دیا کہ جناب اسپیکر صاحب میں مفتی صاحب کی جرح کا پابند نہیں ہوں میں صرف اٹارنی جنرل کے سوالوں کا جواب دوں گا تو اس وقت کے اسپیکر مسٹر صاحبزادہ فاروق علی خان نے کہا کہ اس وقت پورا اسمبلی ہاؤس کورٹ میں بدل چکا ہے اور ہر ایک ممبر جج ہے اور جج کو جرح کرنے کا اختیار ہے اس لئے ہر ایک ممبر براہ راست آپ سے سوال کر سکتا ہے اور ہم نے اپنی سہولت کے لئے اٹارنی جنرل کو مقرر کیا ہے اس لئے آپ کو مفتی صاحب کی جرح کا جواب دینا ہوگا۔ جب مرزا ناصر کو بھاگنے کی جگہ نظر نہ آئی تو لاجواب ہو کر سکوتی اقرار کیا کہ واقعی مرزا قادیانی کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ میری دعوت کو ہر ایک قبول کرتا ہے مگر کنجریوں کی اولاد نہیں مانتے۔ جب یہ بات ممبران حضرات نے سنا تو ان کے ہاتھ کھڑے ہو گئے مرزا ناصر کو غضبناک آنکھوں سے دیکھ رہے تھے کہ گویا ہم کو بھی کنجریوں کی اولاد کہتا ہے۔

الحمد للہ پورے ہاؤس کا ماحول تبدیل ہو گیا اور ساری فضا مسلمانوں کے حق میں ہو گئی پھر تو جرح پر جرح شروع ہو گئی بالآخر ہاؤس نے حق کا فیصلہ سنایا کہ قادیانیوں کو کافر قرار دیا جائے [illegible] بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ اگر مسٹر بھٹو جیسا [illegible] لیڈر [illegible] ہوتی تو آئینی طور پر قادیانیوں کو کافر قرار دے [illegible] اس لئے [illegible] بھٹو صاحب کی طرف سے [illegible]

کرنے کے لئے اس کافر نے پانی مانگا اسے پانی لا کر دیا گیا تب وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھنے لگا جب تک میں نے یہ پانی نہ پی لیا اس وقت تک آپ مجھے قتل تو نہیں کریں گے آپ یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا جب تک تم پانی نہ پی لو قتل نہیں کیا جائے گا تو کافر نے پانی گرا دیا اور کہنے لگا نہ میں نے پانی پیا ہے نہ آپ مجھے قتل کریں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے وعدہ کے مطابق دشمن خدا کو چھوڑ دیا۔

وہ کافر آپ کا یہ سلوک دیکھ کر مسلمان ہو گیا۔ اب ان واقعات کی روشنی میں ہمیں کیا سبق ملتا ہے۔

پہلا سبق اپنے نفس کو خوش کرنے کے لئے کوئی کام نہ کریں اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ الٰہی غصے کی بنا پر جو مجھے تکلیف پہنچنے والی ہے اس سے بچالے۔

دوسرا سبق ہم اپنے غصہ کو دبائیں یعنی اپنی انا کو دبائیں اور چاہئے کہ اللہ اپنے اوپر مسلط کریں۔

غصہ کی حقیقت یہ ہے کہ دیکھنے میں سرخی اور یہ حقیقت ملتا ہے اور اس کا پس منظر انتقامی جذبہ کن ہے۔ اچھے اچھے خاندان اس کی بھینٹ چڑھ جاتے ہیں۔ ہم اس سے بے خبر نہیں کہ غصہ بہت بڑی لعنت ہے۔ بعض عبادت گزار بھی اس پر بعض دفعہ قادر نہیں ہو سکتے۔ (اللہ محفوظ رکھے)

یہ بھی حقیقت ہے کہ غصہ ہمارے خوبصورت و پرکشش چہرے کی خوبصورتی چھین لیتا ہے۔ دماغی توازن بھی بگڑ جاتا ہے، خون جل کر صحت کو برباد کر دیتا ہے۔

اس لئے فرماتے ہیں کہ غصہ حرام ہے اور اس کا پینا حلال ہے۔

غصہ برداشت کرنا آسان نہیں مگر جس بات کا عزم کر لیا جائے یا خدا کے سامنے عہد کر لیا جائے تو کوئی بعید بھی نہیں کہ معبود برحق ہماری مدد فرمائے۔

آج جتنے بھی جھگڑے اور مسائل ہیں ان کی وجہ ہماری اسلامی تعلیمات سے روگردانی ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کو بہرحال کوشش کرنی چاہئے تاکہ ہم اللہ کا فضل و کرم حاصل کر سکیں۔ ●●

کو کچلنے کے سب حربے جب ناکام ہونے لگے بلکہ تحریک بڑھتی گئی تو بھٹو ذہین تو تھا اور عوام کے مزاج کو بخوبی سمجھتا تھا اور فیصلہ کرنے کی صلاحیت اور قوت رکھتا تھا عوام کے مزاج کو سمجھتے ہوئے عوام کی مرضی کے موافق فیصلہ میں مددگار بن گیا۔ اس جگہ پر اگر کوئی کیا سیکولر لیڈر ہوتا تو شاید فیصلہ اس طرح نہ ہوتا۔ اس تمہید کا مقصد یہ ہے کہ ختم نبوت کا مسئلہ حل کرانے میں کسی حد تک کریڈٹ مسٹر بھٹو کے حق میں کیا جاتا ہے۔ لیکن افسوس کہ اس شخص کی بیٹی کے دور میں اقتدار میں قادیانیت پھر سرچڑھ کر بولی ہے جس میں بے نظیر حکومت بھی ملوث نظر آرہی ہے۔

اخبارات میں تو یہ خبر چھپی ہے کہ حکومت قادیانیوں کے خلاف درج مقدمات ختم کرنے کے لئے خفیہ خط و کتابت کا سلسلہ جاری کر رہی ہے اور دوسری خبر یہ بھی چھپی ہے کہ قادیانی اوقاف کی ایک ... تنظیم قائم کی گئی ہے جو کہ قادیانیت کی جدید [illegible]

خدا کرے یہ سب خبریں غلط ہوں ورنہ دوسری صورت میں ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ مشیت الٰہی کوئی اور فیصلہ کرنے والی ہے جس کے بعد نہ رہے گا بانس اور نہ بجے گی بانسری۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

کراچی بندرگاہ مرزائیت کی زد میں

آپ کا موقر جریدہ جس طرح اسلام کی خدمت کر رہا ہے' مرزائیت اور قادیانیت کا پردہ چاک کر رہا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ میں بھی اسی گروہ کی سرگرمیوں کے بارے میں ایک تحریر ارسال کر رہا ہوں۔ امید ہے کہ آپ اسے رسالہ کی زینت بنا کر شکریہ کا موقع دیں گے۔

اور اگر آپ مناسب سمجھیں تو نام صیغہ راز میں رکھیں۔

کراچی کی بندرگاہ ملکی معیشت میں ایک کلیدی کردار ادا کرتی ہے اور ملکی معیشت میں اسے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت حاصل ہے۔ لیکن اس کے اعلیٰ عہدوں پر قادیانی فائز ہیں جو درپردہ ملکی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ کراچی پورٹ ٹرسٹ کا شعبہ تعلیم و تربیت آج کل مرزائیت کا سب سے بڑا اڈہ ہے۔ اس شعبے کا سربراہ ایک قادیانی ہے جس کی اسلام دشمنی اور مذہب بیزاری کی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ وہ اپنے عہدہ سے ناجائز فائدہ اٹھا کر کئے بندوں پر مرزائیت کا پرچار کر رہا ہے۔ کچھ عرصہ قبل کراچی پورٹ ٹرسٹ ہیڈ آفس کے در و دیوار پر ادارے کے ان افسران کی فہرست شائع کر کے لگائی گئی تھی جس کا تعلق قادیانیت سے تھا اس میں بھی اس کا نام شامل تھا۔

اس شعبہ کا سربراہ بننے کے بعد کے۔ پی۔ ٹی کا تعلیمی نظام بڑی تیزی سے پستی کی طرف گامزن ہے اور کے۔ پی۔ ٹی کے بجٹ کا ایک خطیر حصہ تعلیم کی مد میں خرچ ہونے کے باوجود معیار تعلیم روز بروز گرتا جا رہا ہے۔ یہ سب کچھ ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت ہو رہا ہے۔ اسکول کے ان اساتذہ کو جو اس پلان میں اس کی ہاں سے ہاں نہیں ملاتے مختلف حیلوں بہانوں سے تنگ کیا جا رہا ہے۔

مذکورہ افسر کے اسلام دشمن نظریات اس وقت کھل کر سامنے آئے جب اس نے ایک فنکشن کے موقع پر اسلام کے بارے میں ہرزہ سرائی کی۔ ہم حکام بالا سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ادارے کے اعلیٰ عہدوں سے مرزائی افسران کو ہٹایا جائے اور تعلیم و شعبہ تعلیم کا سربراہ کسی سنی مسلمان کو بنایا جائے۔

بقیہ: حج کی مقصدیت

اللہ کو یاد کرو اس طرح جیسی تمہیں اللہ نے ہدایت کی ہے ورنہ اس سے پہلے تم لوگ گمراہ تھے (البقرہ۔۱۹۸)

حج کے دوران شہوانی افعال۔ فسق و فجور اور لڑائی جھگڑے کی ممانعت کر دی گئی۔ نمود و نمائش کے لئے جانوروں کو ذبح کر کے خانہ کعبہ کی دیواروں پر اس کا گوشت اور خون ملنے کی بجائے حضرت ابراہیمؑ کے زمانے کا قربانی کرنے کا طریقہ رائج ہوا۔ تاکہ مستحقین تک گوشت پہنچ سکے۔ خاندانی وقار کے اظہار کے لئے فضول خرچی ممنوع قرار دی گئی ننگا طواف' تالیاں بجانا' بغیر زاد راہ۔ بھیک مانگنا' گونگا' بھوکا پیاسا' بے ہودگی گالی گلوچ اور شہوانی کاموں پر پابندی لگا کر حج کے دوران تجارت کرنے کی اجازت دی گئی۔ قوموں اور خاندانوں کے امتیازات ختم کرنے کے لئے احرام کو فقیرانہ لباس قرار دیا گیا اور محرم پر چند پابندی عائد کی گئیں۔ حرم کی حدود کے اندر خون بہانے شکار کرنے اور درخت کاٹنے کی ممانعت کر دی گئی۔

حج کے فوائد اتنے زیادہ ہیں کہ چند سطور پر ذکر کرنا محال ہے۔ حج ایک ایسی اجتماعی عبادت ہے جو اکیلے کرنے کی بجائے ایک ہی وقت میں مل کر ادا ہوتی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اس سے انسانی زندگی میں ایک انقلاب پیدا ہو سکتا ہے بشرطیکہ اس کے اغراض و مقاصد کو سمجھ کر اس عبادت کو کیا جائے۔ عالم اسلام میں کعبۃ اللہ کی مرکزیت اس طرح ہے جس طرح کہ انسانی جسم میں دل کی۔ شمال جنوب مشرق اور مغرب پوری دنیا سے لاکھوں فرزندان توحید ایک ہی مرکز کی طرف ایک ہی مقصد یعنی حج کے لئے کھچے چلے آتے ہیں۔ میقات پر پہنچتے ہی اپنا ملکی لباس اتار کر ایک ہی طرح کا لباس احرام زیب تن کرنے سے شاہ و گدا کی تمیز ختم ہو جاتی ہے۔ سب کی زبان پر لبیک کا ترانہ ہوتا ہے۔ زبانوں' قومیتوں' وطنوں اور رنگ و نسل کا اختلاف ٹوٹ جاتا ہے اور ایک ہی معبود حقیقی کی عبادت کرنے والوں کی ایک عالمگیر جماعت تشکیل پاتی ہے۔ حج دنیا میں امن قائم کرنے کی سب سے بڑی دوامی تحریک ہے جو صرف اسلام میں ہی ملتی ہے۔ سفر حج کے نیک ارادے سے اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری اور حضور ﷺ کے فرمان کی پابندی کے باعث روحانی تسکین حاصل ہوتی ہے۔ نیکی کا جذبہ ابھرتا ہے دوسروں کو تکلیف پہنچانے سے خود کو تکلیف پہنچتی ہے۔ جھوٹ' فریب' بد کلامی' بد دیانتی اور لڑائی جھگڑے سے چھٹکارا ملتا ہے پورا عرصہ عبادت میں مشغول رہنے سے روح کی پاکیزگی ملتی ہے۔ تکبر و غرور احرام کی چادریں پہننے سے ختم ہو جاتا ہے۔ لبیک اللّٰھم لبیک کی صدا سے حاجی کا تعلق ہی اور خالص خدا پرستی کی اس تحریک سے جڑ جاتا ہے جس کے بانی حضرت ابراہیمؑ تھے۔ یعنی حضرت ابراہیمؑ کی پکار کے جواب میں لبیک اللّٰھم لبیک کی صدا بلند ہونے سے "تقریباً" چار ہزار برس کا عرصہ درمیان سے ہٹ جاتا ہے اس حجر اسود کو بوسہ دینے کی سعادت حاصل ہوتی ہے جس پر حضرت ابراہیمؑ سے لے کر نبی آخر الزمان ﷺ تک لاکھوں انبیاء اکرامؑ اور بزرگان دین نے ہونٹ لگائے۔ بیت اللہ شریف کے گرد طواف کے چکر لگانے سے اللہ تعالیٰ کی بزرگی کا اعتراف ہوتا ہے مقام ملتزم پر لپٹ کر دعائیں مانگنے سے حضور ﷺ کی سنت تازہ ہوتی ہے۔ مقام ابراہیمؑ پر دوگانہ ادا کرنے سے اقرار ہوتا ہے کہ معبود حقیقی صرف ایک ہی ہے۔ آب زم زم حضرت اسماعیلؑ کی یادگار ہے یہ پانی غذا بھی ہے اور دوا بھی۔ اور صفا مروہ کی سعی حضرت ہاجرہ کی سنت ہے۔ منیٰ عرفات اور مزدلفہ میں پانچ دن عسکری زندگی گزارنے سے نکھار آجاتا ہے۔ شیطانوں کو کنکریاں مارنا گویا طاغوتی طاقتوں سے اظہار نفرت ہوتا ہے جانور ذبح کرنا اللہ کے راستے میں اظہار عمل ہے۔ بال منڈوا کر یعنی اللہ کی رضا کے لئے ظاہر زیب و زینت کو ختم کر کے ایک بار پھر اپنے مرکز کا طواف کیا جاتا ہے اور باقی دو دن منیٰ میں گزارنا اور رمی کرنا گویا اس حکم کی تعمیل ہے جو حضور نبی ﷺ نے چھوڑا ہے۔ اور وطن واپس لوٹتے وقت اپنے مرکز خانہ کعبہ کا آخری بار طواف کر کے رحمتوں اور برکتوں سے جھولیاں بھر کر گھروں کو لوٹتے ہیں اس دوران مدینہ میں حضور ﷺ کے قدمین شریفین کی قدم بوسی بھی نصیب ہوتی ہے جن کی برکت اور طفیل سے ہمیں یہ سعادتیں نصیب ہوتی ہیں۔

بقیہ: کبھی ایسا بھی ہوا تھا

اے شیخ خدا کی محبت کی کیا علامت ہے۔؟

شیخ نے فرمایا' جب بندہ جزاء اور سزا کی فکر چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت خاص اور اس کی رضا اور خوشنودی کی خاطر کرتا ہے تو اس وقت وہ اللہ تعالیٰ کا حبیب شمار ہونے لگتا ہے۔

شیخ کے یہ الفاظ سن کر یہ نوجوان زور و شور کے ساتھ گریہ و زاری کرنے لگا۔ یہاں تک کہ اس کی جان نکل گئی۔ شیخ روتے ہوئے اٹھے اور اس نوجوان کی پیشانی کا بوسہ لیتے ہوئے کہا۔

یہ خدا کا سچا دوست تھا جو ہم سے جدا ہو گیا۔ اس کی روح اللہ تعالیٰ کی عاشق تھی جو خدا کی جدائی کو مزید برداشت نہ کر سکی۔

خاندانی غدار مرزا غلام قادیانی

تحریر: چوہدری رستم علی

تقریباً ایک صدی قبل مشرقی پنجاب کے ایک گاؤں قادیان کے ایک جاگیردار مرزا غلام مرتضیٰ کے بیٹے مرزا غلام احمد نے ایک تحریک کی بنیاد ڈالی جس کا نام احمدیت رکھا گیا۔ تحریک کے پس منظر کو سمجھنے سے پہلے مرزا غلام احمد کے اجداد اور ان کے غدارانہ کارناموں کا تعارف حاصل کرنا ضروری ہے۔ یہی وہ ملت فروشی اور اسلام دشمنی تھی جو تحریک میں نمایاں طور پر جلوہ گر دکھائی دیتی ہے۔

مغلیہ دور میں بابر کے عہد حکومت میں ہادی بیگ نامی شخص وسط ایشیا سے پنجاب میں آکر آباد ہوا اور قادیان کے گردونواح پر جاگیرانہ تسلط قائم کیا۔ مغلیہ دور اقتدار کے زوال اور سکھوں کے عروج کے زمانے میں اس خاندان کا شیرازہ بکھر گیا۔ مرزا غلام احمد کے پردادا گل محمد سے رام گڑھیہ سکھوں نے قادیان اور اس کے ملحقہ علاقے چھین لئے اور بقول مرزا غلام احمد ان کے بزرگ اسرائیلی قوم کی طرح اسیروں کی مانند پکڑے گئے۔

(کتاب البریہ از مرزا قادیانی ص ۱۴۴)

مرزا گل محمد اور ان کے بیٹے عطا محمد نے سردار فتح سنگھ آہلو والیہ کے پاس پناہ لی اور بیگو وال میں سکونت پذیر ہو گئے۔ فتح سنگھ کے انگریزوں کے ساتھ خفیہ تعلقات تھے۔ ایک موقع پر وہ ستلج پار کر کے انگریزوں کے پاس چلا گیا اور ان سے اپنے تحفظ کی درخواست کی لیکن رنجیت سنگھ نے اپنا ذاتی ایلچی بھیج کر اس کو واپس بلالیا۔

(کتاب البریہ)

مرزا غلام احمد کا دادا اور باپ سردار فتح سنگھ کی سرگرمیوں پر نظر رکھتے تھے اور ان سے انگریزوں اور رنجیت سنگھ کو مطلع کرتے تھے۔ فتح سنگھ کے مرنے کے بعد رنجیت سنگھ نے جو رام گڑھیہ مسل کی تمام جاگیروں پر قابض ہو گیا تھا۔ غلام مرتضیٰ کو واپس قادیان بلالیا اور اس کی آہلو والیہ جاگیر میں ادا کی گئی خدمات کے عوض قادیان کی جاگیر کا ایک بڑا حصہ واپس دے دیا اس پر مرزا غلام مرتضیٰ اپنے بھائیوں سمیت رنجیت سنگھ کی فوج میں ملازم ہو گیا۔

۱۸۲۷ء سے ۱۸۳۱ء تک سید احمد شہید کی تحریک جہاد کے زمانے میں مرزا غلام مرتضیٰ سکھوں کی فوج میں مختلف عہدوں پر فائز رہا اور مجاہدین کے خلاف کی گئی کارروائیوں میں سکھوں کی طرف سے نبرد آزما رہا۔ اس کے علاوہ کشمیری مسلمانوں کی سکھا شاہی کے خلاف تحریک کو کچلنے میں پیش پیش تھا۔ سرلیپل گرفن تاریخ روسائے پنجاب میں لکھتے ہیں کہ مرزا غلام مرتضیٰ نے کشمیر کی سرحد اور دوسرے مقامات پر قابل قدر خدمات انجام دیں۔

(شہادۃ القرآن ص ۳۷)

۱۸۳۹ء میں رنجیت سنگھ کی وفات کے بعد اقتدار کی جنگ چھڑ گئی۔ انگریز کی سامراجی نگاہیں پنجاب پر لگی ہوئی تھیں۔

روس کے وسط ایشیاء کی طرف پیش قدمی کے خطرے کے پیش نظر انگریز شمالی مغربی سرحدی علاقے میں مضبوط چوکیاں قائم کرنا چاہتا تھا۔ افغانستان میں دوست محمد کی فرماں روائی کے زمانے (۱۸۲۶ء تا ۱۸۳۸ء) میں ۱۸۳۴ء میں سکھوں نے پشاور پر قبضہ کرلیا جس کی واپسی کے لئے وہ ایسٹ انڈیا کمپنی سے معاہدہ کرنے پر تیار تھا۔ جون ۱۸۳۶ء میں کمپنی کے ڈائریکٹروں کی خفیہ کمیٹی نے لارڈ آک لینڈ کو روسی خطرے سے نپٹنے کے لئے مناسب کارروائی کرنے کا مشورہ دیا۔

(ساؤتھ ہسٹری آف انڈیا)

انگریزوں نے ایک طرف تو سکھوں اور کابل کی حکمرانی کے دعویدار شاہ شجاع کی حوصلہ افزائی کی تو دوسری طرف ایک انٹیلی جنس آفیسر الیگزنڈر برنز کو کابل بھیجا تاکہ دوست محمد سے گفت و شنید کرے۔ سکھ دربار میں ان کا مہرہ سردار شیر سنگھ تھا جو ۱۸۴۱ء میں برسراقتدار آگیا۔ مرزا غلام مرتضیٰ شیر سنگھ کا معتمد خاص تھا اور انگریز انٹیلی جنس کے خصوصی رکن کے طور پر کام کر رہا تھا۔ اسی سال کابل میں انگریزوں کے خلاف زبردست تحریک اٹھی برنز کو قتل کر دیا گیا اور آخرکار پہلی افغان، انگریز جنگ چھڑ گئی ان نازک حالات میں شیر سنگھ نے غلام مرتضیٰ کو کمیدان بنا کر پشاور روانہ کیا۔ انگریزی فوج کو پنجاب سے گزرنے کی اجازت دے دی گئی حالانکہ رنجیت سنگھ نے انگریزوں کو گزرنے کی اجازت نہ دی تھی اور اس بات کی لارڈ آک لینڈ سے ضمانت لے رکھی تھی۔

سرلیپل گرفن لکھتے ہیں۔

"غلام مرتضیٰ اپنے بھائیوں سمیت مہاراجہ رنجیت سنگھ کی فوج میں داخل ہوا اور کشمیر کی سرحد اور دوسرے مقامات پر قابل قدر خدمات انجام دیں۔ نونہال سنگھ، شیر سنگھ اور سکھ دربار کے دور دورے میں غلام مرتضیٰ ہمیشہ فوجی خدمات پر مامور رہا۔ ۱۸۴۱ء میں کمیدان بنا کر پشاور روانہ کیا گیا۔ ہزارہ کے مفسدہ میں اس نے کارہائے نمایاں انجام دیئے۔"

۱۸۴۳ء میں شیر سنگھ کو قتل کروا دیا گیا دراصل سکھ دربار میں اقتدار کی جنگ زور پکڑ چکی تھی۔ اس صورت حال سے نمٹنے کے لئے ۱۸۴۵ء میں خالصہ فوج نے دریائے ستلج عبور کر کے انگریزوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ اس جنگ میں برطانوی افواج نے نمایاں کامیابیاں حاصل کیں جس کی بڑی وجہ لال سنگھ اور گلاب سنگھ ڈوگرہ کی انگریزوں سے سازباز تھی۔ اس وفاداری کے صلے میں لال سنگھ کو سکھ دربار میں وزیر اعلیٰ کا عہدہ ملا اور گلاب سنگھ کو کشمیر مل گیا۔ معاہدہ لاہور (۱۸۴۶ء) کے تحت ہنری لارنس لاہور دربار میں برطانوی ریذیڈنٹ مقرر ہوا۔ ان تمام سالوں میں (۱۸۴۱ء تا ۱۸۴۶ء) غلام مرتضیٰ برطانوی آقاؤں کا نہایت وفادار کارکن تھا اور ان کے لئے انٹیلی جنس کارروائیاں کرنے میں مصروف رہا۔

معاہدہ لاہور کے بعد انگریزوں نے پنجاب کے الحاق کے لئے ہر طرح کے گھٹیا حربے اختیار کئے۔ سکھ دربار پر عملاً برطانوی ریذیڈنٹ کی عملداری تھی۔ جب ملتان کے گورنر دیوان مولراج کو بھاری خراج ادا نہ کرنے کی پاداش میں مجبور کیا گیا کہ وہ ملتان کا نظم و نسق انگریزوں کے حوالے کر دے صورت حال ایک نیا رخ اختیار کر گئی۔ حالات سے مجبور ہو کر اس نے اپریل ۱۸۴۸ء کو نظم و نسق انگریز کے حوالے کر دیا لیکن اہل ملتان نے انگریز افسروں کے خلاف بغاوت اور بعض افسروں کو قتل کر دیا گیا آخرکار مارچ ۱۸۴۹ء کو انگریزوں نے مختلف حربوں اور حیلوں سے پنجاب کو اپنی سامراجی سلطنت میں شامل کر لیا۔

مرزا غلام مرتضیٰ کی انگریزوں کے لئے جاسوسی اور فوجی خدمات کا اعتراف ہمیں اس خط میں بھی ملتا ہے جو انگریز افسر جے ایم ولسن نے مرزا غلام مرتضیٰ کے نام پنجاب کے الحاق کے تین ماہ بعد لکھا۔ اس خط میں مرزا غلام مرتضیٰ نے انگریزی حکومت کے قیام کے لئے اپنی وفاداریوں اور خدمات کا ذکر کر کے انگریزوں سے اس کا صلہ طلب کیا تھا۔ اس خط کا متن مرزا غلام احمد کی تصنیف کشف الغطاء سے نقل کیا جاتا ہے جو قادیان کے اس غدار خاندان کی حاشیہ

بدواری کا عکاس اور انگریز کی خدمت گزاری کا بین ثبوت ہے۔

مرزا غلام مرتضیٰ کے بھائی غلام محی الدین نے انگریز کے خلاف اہل ملتان اور دیوان مولراج کی بغاوت کے وقت انگریز مخالف افواج کے خلاف مختلف قسم کی کارروائیوں میں حصہ لیا۔ بھائی مہاراج سنگھ کی فوج دیوان مولراج کی مدد کے لئے ملتان جا رہی تھی۔ راستے میں غلام محی الدین اور دوسرے جاگیرداروں میں جس میں لنگر خان ساہیوال اور صاحب خان ٹوانہ شامل تھے اپنے فوجی کارندے لے کر مصر صاحبدیال کی فوج کے ساتھ ان پر حملہ کر کے ان کو شکست فاش دی ان کو سوائے دریائے چناب کے کسی اور طرف سے بھاگنے کا راستہ نہ تھا جہاں چھ سو سے زیادہ آدمی ڈوب کر مرگئے۔

(کشف الغطاء۔ مرزا غلام احمد ص ۲)

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی

مرزا غلام مرتضیٰ اور اس کے خاندان کا ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے دوران نہایت ذلیل کردار تھا۔ انہوں نے مجاہدوں کے قتل عام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی ان شرمناک کارروائیوں کا ذکر مرزا غلام احمد کی کتابوں میں متعدد مقامات پر مرقوم ہے۔ اپنی تصنیف کشف الغطاء میں لکھتے ہیں۔

"میرا باپ مرزا غلام مرتضیٰ اس نواح میں ایک نیک نام رئیس تھا اور گورنمنٹ کے اعلیٰ افسروں نے پرزور تحریروں کے ساتھ لکھا کہ وہ اس گورنمنٹ کا سچا مخلص اور وفادار ہے اور میرے والد صاحب کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور ہمیشہ اعلیٰ حکام عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور اخلاق کریمانہ کی وجہ سے حکام ضلع اور اعلیٰ افسر کبھی کبھی ان کے مکان پر ملاقات کے لئے بھی آتے تھے کیونکہ انگریزی افسروں کی نظر میں وہ ایک وفادار رئیس تھے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ ان کی اس خدمت کو کبھی نہ بھولے گی کہ انہوں نے ۵۷ء کے ایک نازک وقت میں اپنی حیثیت سے بڑھ کر پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر اور پچاس سوار اپنے عزیزوں اور دوستوں میں سے مہیا کرکے گورنمنٹ کی امداد کے لئے دیئے تھے۔ چنانچہ ان سواروں میں سے کئی عزیزوں نے ہندوستان میں مردانہ وار لڑائی مفسدوں سے کرکے اپنی جانیں دیں اور میرا بھائی مرزا غلام قادر مرحوم تمون کے پتن کی لڑائی میں شریک تھا اور بڑی جانفشانی سے مدد دی۔ غرض اس طرح میرے ان بزرگوں نے اپنے خون سے اپنے مال سے اپنی جان سے اپنی متواتر خدمتوں سے اپنی وفاداری کو گورنمنٹ کی نظر میں ثابت کیا ہے سو انہی خدمات کی وجہ سے میں یقین رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ عالیہ ہمارے خاندان کو معمولی رعایا میں سے نہیں سمجھے گی اور اس کے اس حق کو کبھی ضائع نہیں کرے گی جو بڑے فتنے کے وقت بھی ثابت ہو چکا ہے۔"

(کشف الغطاء از مرزا غلام احمد)

کتاب البریہ میں مرزا غلام احمد اپنے خاندان کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ اس نواح میں ایک مشہور رئیس تھے۔ گورنر جنرل کے دربار میں بزمرہ کرسی نشین رئیسوں کے ہمیشہ بلائے جاتے تھے۔ ۱۸۵۷ء میں انہوں نے سرکار انگریزی کی خدمت گزاری میں پچاس گھوڑے معہ پچاس سواروں کے اپنی گرہ سے خرید کر دیئے تھے اور آئندہ گورنمنٹ کو اس قسم کی مدد کا عندالضرورت وعدہ بھی دیا اور سرکار انگریزی کے حکام وقت سے بسلسلہ خدمات عمدہ عمدہ چٹھیاں' خوشنودی مزاج ان کو ملی تھیں چنانچہ سرلیپل گرفن صاحب نے اپنی کتاب رئیسان پنجاب میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ غرض کہ حکام کی نظر میں بہت ہر دلعزیز تھے اور بسا اوقات ان کی دلجوئی کے لئے حکام وقت ڈپٹی کمشنر ان کے مکان پر آکر ان سے ملاقات کرتے تھے۔"

(کتاب البریہ ص ۱۴۶ حاشیہ مصنفہ مرزا قادیانی)

سرلیپل گرفن کی تالیف پنجاب چیفس جو غداروں کے شرمناک سیاسی کارناموں اور برطانوی سامراج کے لئے ان کی خدمات کی مستند دستاویز ہے۔ مرزا غلام مرتضیٰ کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔

"اس خاندان نے غدر ۱۸۵۷ء کے دوران میں بہت اچھی خدمات کیں۔ غلام مرتضیٰ نے بہت سے آدمی بھرتی کئے اور ان کا بیٹا غلام قادر جنرل نکلسن صاحب کی فوج میں اس وقت تھا جبکہ افسر مذکور نے تریمو گھاٹ پر ۴۶ ایلفنٹری کے باغیوں کو جو سیالکوٹ سے بھاگے تھے تہ تیغ کیا تھا۔ جنرل نکلسن صاحب بہادر نے غلام قادر کو ایک سند دی جس میں یہ لکھا تھا کہ ۱۸۵۷ء میں خاندان قادیان ضلع گورداسپور کے تمام دوسرے خاندانوں سے نمک حلال رہا۔ غلام مرتضیٰ ۱۸۷۶ء میں فوت ہوا اور اس کا بیٹا غلام قادر اس کا جانشین ہوا۔ غلام قادر حکام عالی کی امداد کے لئے ہمیشہ تیار رہتا تھا اور اس کے پاس ان افسران کے جن کا انتظامی امور سے تعلق تھا بہت سے سرٹیفکیٹ تھے۔"

(کتاب البریہ ص ۱۴۶ حاشیہ مصنفہ مرزا قادیانی)

۱۸۵۷ء کے واقعات کے بارے میں انگریز کی رپورٹوں اور ڈائریوں میں مرقوم ہے کہ جب سیالکوٹ کی افواج نے غدر بپا کیا اور تموں کی طرف پیش قدمی کی تو برطانوی انٹیلی جنس کے ذریعے ان کو اطلاع مل گئی کشتیوں کو دریائے راوی سے ہٹا دیا گیا پھر بھی ۱۲ جولائی کو سیالکوٹ کے باغی دستے گلے گلے پانی کو عبور کرکے ترموں گھاٹ پر پہنچ گئے۔ یہاں بریگیڈیر جنرل نکلسن نے ان پر حملہ کیا اور نہایت سخت دلی سے ان کو تہ تیغ کرکے ان کا قلع قمع کردیا اور بہت سے ڈوب کر مرگئے۔

(الیبرونی میوٹنی رپورٹس فرام پنجاب اینڈ ڈبلیو ایف پی ج اول ص ۳۹۵)

ان چٹھیوں اور تعریفی سرٹیفکیٹوں کی روشنی میں بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ مرزا غلام مرتضیٰ اور مرزا غلام قادر انتہائی شرمناک حد تک برطانوی سامراج کے خدمت گزار اور آزادی پسندوں کے دشمن تھے بلکہ یوں کہا جائے تو بجا ہوگا کہ مرزا خاندان برطانوی سامراج کا لگایا ہوا شجر خبیثہ تھا جو ایک تناور درخت بنا اور کئی برگ و بار پیدا کئے۔

مرزا غلام احمد لیفٹیننٹ گورنر پنجاب کے نام ایک درخواست تحریر فرماتے ہیں۔

"میرا اس درخواست سے جو حضور کی خدمت میں مع اپنے مریدین روانہ کرتا ہوں۔ مدعا یہ ہے کہ اگرچہ میں ان خدمات خاصہ کے لحاظ سے سرکار انگریزی کی خوشنودی کے لئے کی ہے عنایت خاص کا مستحق ہوں۔ صرف یہ التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس سال کے متواتر تجربہ سے اب وفادار ایمان نثار خاندان ثابت کرچکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی رپورٹ میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزوں کے پکے خیرخواہ اور خدمت گزار ہیں اس خود کاشتہ پودا کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے لہٰذا ہمارا حق ہے کہ ہم خدمات گزشتہ کے لحاظ سے سرکار دولت مدار کی پوری عنایات اور خصوصی توجہ کی درخواست کریں تا ہر ایک شخص بے وجہ ہماری آبروریزی نہ کرسکے۔"

(تبلیغ رسالت ج ہفتم درخواست بحضور لیفٹیننٹ گورنر بہادر مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۹۸ء)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی پریشانی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرض وفات میں رونے لگے' حاضرین نے دریافت کیا اس رونے کا سبب کیا ہے؟ فرمایا کہ "میں تمہاری اس دنیا کے چھوٹ جانے کے غم سے نہیں رو رہا ہوں بلکہ بات یہ ہے کہ میرا سفر بہت طویل ہے اور زاد راہ بہت تھوڑا ہے' جنت دوزخ کے درمیان ایک گھاٹی کو عبور کرتا ہے اور مجھے معلوم نہیں کہ اسے عبور کرکے دونوں میں سے کس جگہ پہنچتا ہوں۔

طب وصحت

لیموں

تحریر: حکیم محمد کامران یوسف کراچی

لیموں مشہور و معروف پھل ہے جو کہ بطور ہاضم گھروں میں یا اچار اور شربت کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ لیموں طب اسلامی اور ویدک میں بھی زمانہ قدیم سے استعمال ہوتا چلا آرہا ہے۔

اقسام

ذائقے کے اعتبار سے لیموں دو قسم کا ہوتا ہے۔

۱۔ میٹھا لیموں۔

۲۔ کھٹا لیموں۔

کھٹے لیموں میں سب سے بہتر وہ ہے جس کا رس پتلا ہو اور چھلکا بھی باریک ہو۔ ایسے لیموں کو کاغذی لیموں کہا جاتا ہے اور اسی کے حالات یہاں بیان کئے جارہے ہیں۔

لیموں کے اجزاء

لیموں درج ذیل کار آمد اجزاء پر مشتمل ہے۔

۱۔ لیموں کا رس۔

۲۔ لیموں کا چھلکا۔

۳۔ لیموں کا بیج۔

لیموں کا رس

لیموں کے اجزاء میں سب سے بہتر لیموں کا رس ہے اور اس کو انگریزی میں لیمن جوس اور طبی اصطلاح میں عرق لیموں کہتے ہیں۔ لیموں کو کاٹ کر نچوڑنے سے لیموں کا رس حاصل ہوتا ہے۔ اگر لیموں کو کاٹنے سے پہلے آگ پر سینک لیا جائے تو رس زیادہ حاصل ہوتا ہے۔

مزاج

مزاج کے اعتبار سے لیموں کا رس سرد خشک ہے۔

افعال و خواص

علامہ حکیم نجم الغنی رامپوری لکھتے ہیں کہ لیموں کا رس اخلاط غلیظہ کو لیس(گاڑھی خلطوں) کو کاٹتا ہے ان کو لطیف بناتا ہے اور جلد پیدا کرتا ہے۔ معدے کے التہاب کو زائل کرتا ہے۔ خون کی تیزی کو تسکین دیتا ہے اور غلاظت کو دور کرتا ہے۔ خون کی گرمی اور اس سے پیدا ہونے والے بخار کو دور کرتا ہے۔ صفراء کی حدت و تیزی کو بجھاتا ہے۔ اس کے علاوہ درج ذیل عوارضات میں لیموں کا رس فائدہ کرتا ہے۔

غشی

صفراء کے غلبہ کی وجہ سے پیدا ہونے والی بے ہوشی ہو تو لیموں کا شربت یا سکنجبین کو پانی میں گھول کر دینا مفید رہتا ہے۔ سکنجبین لیموں صفراوی قے کو دور کرتا ہے۔ بھوک لگاتا ہے۔ صفراوی تبخیر کی وجہ سے سر چکرانے لگے تو اس کو ختم کرتا ہے۔ معدے اور جگر کو قوت دیتا ہے۔ حتلی میں خاص طور پر حاملہ کے لئے مفید ہے۔

آشوب چشم

امراض چشم میں سے یہ ایک مرض ہے' جس میں آنکھ سے پانی بہتا ہے اور درد رکھتی ہے۔ اس کے علاج کے لئے لیموں کے رس میں چاکسو ملا کر جست کے برتن میں حل کر کے آنکھ میں ڈالنا مفید ہے۔

سانپ اور بچھو کا زہر

۵۱ تولہ لیموں کا رس پلانے سے سانپ اور بچھو کے زہر کو دفع کرتا ہے۔

درد سر حار

گرمی سے پیدا ہونے والے درد سر کو دور کرتا ہے اور پیاس کو تسکین دیتا ہے۔

امراض شعر

کلٹہ کو لیموں کے رس میں پیس کر لگانے سے بال گرنا بند ہو جاتے ہیں۔ لیموں کے رس میں چینی ملا کر سر پر لگا کر دھونے سے خشکی رفع ہوتی ہے۔

چہرے کے داغ دھبے اور چھائیاں

ان پر لیموں کا رس لگانے سے فائدہ ہوتا ہے۔

برائے جسمانی خوبصورتی

لیموں کے رس کو غسل سے پہلے بطور صابن جسم پر لگایا جائے تو خوبصورتی میں اضافہ ہوتا ہے اور بدن ملائم ہو جاتا ہے۔

نکسیر

لیموں کے رس کی پچکاری ناک میں لینے سے نکسیر کا خون فوراً بند ہو جاتا ہے۔

ہیضہ

ہیضہ کے زمانے میں لیموں کے رس کا استعمال ہیضہ سے محفوظ رکھتا ہے۔

یرقان

وید کہتے ہیں لیموں کے رس کو آنکھ میں لگانے سے یرقان جاتا ہے۔

مچھر کا کاٹا

مچھر وغیرہ کے کاٹنے سے ہونے والی سوزش اور درد جو پیدا ہوتے ہیں لیموں کا رس پلانے سے آرام آتا ہے۔

پاگل پن

لیموں کا رس سر پر لیپ کرنے سے پاگل پن کو آرام آتا ہے۔

بدہضمی

لیموں کا رس غذاؤں کو ہضم کرتا ہے۔ خاص طور پر چکنی غذا کو ڈکار لاتا ہے۔ منہ میں خوشبو پیدا کرتا ہے' صفراوی قے کو دور کرتا ہے۔

پتے کی پتھری

لیموں کے رس میں روغن زیتون ملا کر پلانے سے پتے کی پتھری گھل جاتی ہے۔

اسکروی

لیموں میں وٹامن سی کی وافر مقدار ہونے کی وجہ سے اسکروی کی علامات کو دور کرتا ہے۔

لیموں کا چھلکا

لیموں کا چھلکا قبض پیدا کرتا ہے۔ معدے کو قوت دیتا ہے۔ گردہ کے سدہ کو دور کرتا ہے۔ ہاضمہ کو قوی کرتا ہے۔ بھوک بڑھاتا ہے۔ خوشبو پیدا کرتا ہے۔ اخلاط ردی کی اصلاح کرتا ہے اور زہروں کا تریاق بھی ہے۔ لیموں کے چھلکے کو بطور دوا ہی استعمال کرنا چاہئے۔ اگر بطور غذا کے کھایا جائے تو دیر میں ہضم ہوگا اور غذائیت بھی کم حاصل ہوتی ہے۔

لیموں کا بیج

اس کے بیج کھانے سے تفریح پیدا ہوتی ہے۔ ترشی کی وجہ سے پیدا ہونے والی دانتوں کی بے حسی زائل ہوتی ہے۔ لیموں کے بیج قابض جیسی ہیں' دستوں کو روکتے ہیں۔ بدہضمی کو دفع کرتے ہیں اور زہروں کے لئے تریاقیت رکھتے ہیں۔ لیموں کے بیج اور سیندھا نمک کو پیس کر کھانے سے بچھو کا زہر اتر جاتا ہے۔ نمک اور کالی مرچ کے ہمراہ پیس کر کھانے سے ہیضہ کو مفید ہے۔

مضر اثرات

۱۔ لیموں کا رس باہ کو نقصان پہنچاتا ہے۔

۲۔ پٹھوں کو کمزور کرتا ہے اور کھانسی کے مریض کو مضر ہے۔ بلغم پیدا کرتا ہے۔

۳۔ لیموں کے بیج سینے کو مضر ہیں۔

●●

خادمِ ختمِ نبوت

حضرت مولانا عبداللہ مسعود رحمۃ اللہ علیہ

ظفر اللہ شفیق لاہور

آپ ۱۹۰۵ء میں جالندھر کے محلہ بالی میں ایک معزز خاندان میں پیدا ہوئے۔ قدیم علماء کی طرح آپ کے خاندان کے اکثر افراد علم و طبابت سے آراستہ تھے۔ آپ نے درس نظامی کی اکثر کتب مدرسہ خیر المدارس' جالندھر' میں مکمل کیں۔ اپنی افتاد طبع کے باعث آپ کو حضرت مولانا محمد علی جالندھری سے بڑی عقیدت و محبت تھی۔ آپ سفر میں بھی ان کے ساتھ رہتے۔ اور "مشقت سفر" کے ساتھ "عشق تعلیم" کا سلسلہ جاری رہتا۔ لہٰذا نام حق چند نامہ وغیرہ کتب آپ نے استاد گرامی سے ریل میں پڑھیں۔ آپ کا زمانہ تعلیم دراصل سیاسی اعتبار سے ایک تلاطم خیز اور طوفان انگیز دور تھا۔ اکثر علماء و مشائخ اپنے اپنے مذاق کے مطابق کسی نہ کسی سیاسی جماعت سے وابستہ تھے۔ طلباء کا اس سے متاثر ہونا ایک فطری امر تھا۔ بالخصوص اپنی مدارس کے طلباء و اساتذہ کے درمیان تو احترام و الفت کا گہرا رشتہ ہوتا ہے۔ چنانچہ اس زمانے میں عموماً طلباء اس سیاسی سفر میں اپنے اساتذہ کے ہمرکاب رہتے۔ خیر المدارس میں آپ حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور حضرت مولانا مفتی غلام قادر صاحب' مہتمم مدرسہ خیر العلوم خیر پور ٹامے والی کے رفیق درس تھے۔ دورہ حدیث شریف کے لئے آپ دارالعلوم دیوبند گئے۔ لیکن اسی سال حضرت شیخ الاسلام مدنی گرفتار ہو گئے۔ دارالعلوم میں ہنگامہ بھی ہوا۔ آپ تکمیل دورہ کے لئے مدرسہ امینیہ دہلی چلے گئے۔ وہاں آپ نے حضرت مفتی اعظم کفایت اللہ' حضرت مولانا محمد حسین جیسے جید اساتذہ کی خدمت میں رہ کر کسب فیض کیا۔ حضرت مفتی اعظم آپ پر نظر شفقت فرماتے تھے' پانوں کی خدمت آپ کے سپرد کر رکھی تھی۔ آپ سبق بھی پڑھتے اور وقتاً فوقتاً حضرت الاستاذ کی خدمت میں پان بھی پیش کرتے۔ حضرت مفتی صاحب یوپی کے علماء کے عمومی انداز کے مطابق کثرت سے پان چباتے تھے۔ مفتی صاحب آپ کے تیار کردہ پان کے ذائقے کے ایسے عادی ہو گئے تھے کہ ایک مرتبہ جب آپ کو کسی ضرورت سے باہر جانا پڑا اور آپ نے یہ خدمت ایک اور طالب علم کو سونپی۔ اس نے پان بنا کر حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں پیش کیا تو چند لمحوں کے بعد مفتی صاحب نے فرمایا "لگتا ہے آج [illegible] نہیں ہے؟" مدرسہ امینیہ سے آپ نے ۱۸ شعبان المعظم ۱۳۶۲ھ کو دورہ حدیث شریف کی تکمیل کی۔ اس سال حضرت حکیم الامت کا وصال ہوا تو آپ حضرت مفتی صاحب کے ہمراہ تعزیت کے لئے تھانہ بھون حاضر ہوئے۔ فراغت کے بعد آپ روہتک پور' تھانہ وغیرہ میں چند عرصہ تدریس میں مصروف رہے۔ ساتھ ساتھ مجلس احرار اسلام کے پلیٹ فارم سے سیاست میں بھی حصہ لیتے رہے۔ قدرت نے آپ کو بلند' دلکش اور پرسوز آواز عطا کی تھی۔ آپ نے اس عطیہ خداوندی کو تقریروں' نظموں' نعتوں اور نعروں کی صورت میں وقف قوم کے رکھا۔

آپ حضرت امیر شریعت پر دل و جان سے فدا تھے۔ ان کی ایک ایک ادا کے عاشق تھے۔ ان کا تذکرہ کرتے نہ تھکتے۔ آپ جیش احرار کے سرگرم سپاہی تھے۔ احرار پلیٹ فارم آپ نے تادم آخر سنبھالے رکھی۔ انہی ایام میں کسی معرکے میں آپ کے سامنے کے دو دانت بھی ٹوٹے۔

آپ اور آپ کا خاندان قطب الاقطاب حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری سے تعلق بیعت و ارادت رکھتا تھا۔ حضرت اقدس ہر سال جالندھر تشریف لاتے اور محلہ شاہ روشن ولی میں واقع مولانا غلام رسول صاحب کی مسجد میں ہفتوں قیام فرما رہتے۔ ان ایام میں یہ مسجد علماء و اکابر کا مرکز بن جاتی تھی۔ مولانا غلام رسول آپ کی والدہ محترمہ کے چچا تھے۔ قیام پاکستان کے بعد شیخوپورہ تشریف لے آئے تھے اور وہیں انتقال ہوا۔ جالندھر کی مذکورہ بالا مسجد کے صحن پر انگوروں کی بیل چھائی ہوئی تھی۔ اور اس پر بہت لذیذ انگور لگتے۔ حضرت اقدس یہ انگور اور آپ کی والدہ ماجدہ جو بڑی عابدہ' زاہدہ خاتون تھیں اور قاریہ قرآن تھیں کا پکایا ہوا کھانا خصوصیت سے پسند فرماتے تھے۔

تقسیم ہند ہوئی تو آپ نے اہل خاندان کے ساتھ پاکستان ہجرت کی۔ اس موقع پر ایک المناک سانحہ رونما ہوا جس کا دکھ زندگی بھر آپ اٹھائے پھرے۔ آپ کے والد ماجد مولانا حکیم رحمت قریشی بن جناب باغ علی مرحوم ایک درویش آدمی تھے۔ اکثر و بیشتر ان پر جذب کی کیفیت طاری رہتی۔ گلے میں حمائل شریف آویزاں کئے رہتے۔ موسم سرما جالندھر اور قرب و جوار میں بسر کرتے۔ موسم گرما آتا تو اپنے عم زاد مولانا حکیم صدر الدین احمد بن محمد علی مرحوم کے پاس پالم پور' ضلع کانگڑہ چلے جاتے۔ مولانا صدر الدین وہاں نواب آف بہاول پور کے گرمائی مقام کے شاہی امام تھے۔ آپ بھائی کے پاس عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے۔ کبھی کبھار پہاڑوں میں جڑی بوٹیوں کی تلاش میں نکل جاتے۔ تقسیم کے دنوں میں آپ کہہ سے پالم پور جانے کے لئے روانہ ہوئے۔ چند ایام کے بعد قیام پاکستان کا اعلان ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی مشرقی پنجاب میں قیامت برپا ہو گئی۔ سب وہ تاپٹ ہو گیا۔ نہ والد کو یار چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔ انتظار کی مہلت کہاں تھی! پھر اس کے بعد آپ کی کوئی خبر نہیں ملی۔ پاکستان پہنچ کر ایک مدت تک آپ کی تلاش رہی لیکن بے سود۔

حضرت اقدس مولانا احمد علی لاہوری سے عرض کیا گیا۔ انہوں نے مراقبہ فرمایا۔ دیکھا کہ شہید ہو گئے ہیں۔ سر تن سے جدا ہے اور گلے میں حمائل شریف آویزاں ہے۔ الغرض آپ والدہ ماجدہ جنہیں احترام سے سب "ماں جی" کہتے تھے۔ دو بھائیوں اور دو ہمشیرگان کے ہمراہ دوسرے مہاجرین کے ساتھ لاہور پہنچے۔ اور والٹن کیمپ میں ڈیرا ڈالا۔ یہاں نفسا نفسی کا عالم تھا۔ کیمپ میں وبائیں پھیل گئیں۔ بہت اموات ہوئیں۔ آپ کی عزیزہ ہمشیرہ بھی اسی وبا میں فوت ہو گئیں۔ آپ جب تک کیمپ میں رہے' بطور رضاکار مہاجرین کی خدمت میں مصروف رہے۔

اسی عرصے میں حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی سے رابطہ ہوا۔ انہوں نے اخلاص کی رشتے سے آپ کو بفہ' ہری پور ہزارہ میں اقامت گزیں ہونے کی دعوت دی۔ اور فرمایا "ہندو کرایوں کی ایک یا دو دکانیں چھوڑ گئے ہیں۔ وہ تمہیں دلوادوں گا" آپ نے ماں جی سے مشورہ کیا انہوں نے فرمایا میرے لئے ٹھنڈے علاقے میں رہنا مشکل ہے۔ لیکن گزر اوقات کے لئے کوئی تو سہارا چاہئے تھا۔ آپ جائزہ لینے کے لئے بفہ تشریف لے گئے۔ دکانیں کھولی گئیں تو بالکل خالی' معلوم ہوا کوئی چھت پھاڑ کر سامان لے گیا۔ شاعر نے "گنبد" سے وفائی کی تھی' مہاجرین کو "لب بام" سے داغ ہجر دیا! آپ ناکام لاہور لوٹ آئے۔

یہاں آکر پتہ چلا کہ آپ کا سسرالی خاندان حاصل پور' ضلع بہاول پور پہنچا ہے۔ تو آپ اپنے گھرانے کو ساتھ لے کر حاصل پور چلے گئے۔ آپ کے سسر مولانا حکیم مولا بخش اپنے علاقے کے نامور طبیب اور بزرگ شخصیت تھے۔ سرہند شریف سے قریب ایک گاؤں کے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد ماجد اور سسر محترم کے درمیان علم و طب اور رائے پوری بزرگوں کے ساتھ تعلق کے حوالے سے انس و اخوت کا رشتہ تھا۔ یہ برادرانہ تعلقات پروان چڑھے اور اولاد کے دوہرے رشتے پر منتج ہوئے۔ حکیم صاحب موصوف کی حیات میں حضرت اقدس مفتی فقیر اللہ صاحب اور ان کے تین چھوٹے صاحبزادے حضرت مولانا محمد عبداللہ

حضرت مولانا حبیب اللہ اور حضرت قاری لطف اللہ کا آپ کے پاس آنا جانا رہتا تھا۔ باباجی حضرت مولانا عبدالعزیز' اپنی اہلیہ محترمہ کے ساتھ تشریف ارزانی فرماتے۔ موانے میں حضرت باباجی کی مجلس ارشاد ہوتی' زنانے میں پیرانی صاحبہ کی محفل پند و نصائح منعقد ہوتی۔ یہ عجیب خیر و برکت کا دور تھا' بہت پر کیف اور ایمان افروز مجالس تھیں۔ اب ایسے نورانی مناظر کم کم دکھائی دیتے ہیں۔ جو لطف سادگی میں تھا۔ وہ عصر حاضر کے تکلفات میں کہاں؟

حاصل پور میں قیام کے دوران میں آپ نے استاد گرامی حضرت جالندھری سے اپنی سرگرمیوں کے بارے میں مشورہ لیا تو انہوں نے فرمایا۔ یہ قحط دوراں کا دور نہیں' کھانے کو دو وقت کی روٹی اور سر چھپانے کے لئے جھونپڑی مل جائے تو غنیمت ہے۔ پھر آپ استاد موصوف کے ایماء سے صادق آباد ضلع رحیم یار خان کے قریب جمال دین والی اسٹیٹ کے راشدی مڈل اسکول میں عربی مدرس کے طور پر تشریف لے گئے۔ جمال دین والی مخدوم الملک سید غلام میراں شاہ' جو مشہور لیڈر مخدوم زادہ حسن محمود کے والد محترم تھے' کی جاگیر تھی۔ اللہ تعالیٰ نے دین کی برکت سے آپ کو عوام اور تلامذہ میں مقبولیت اور عزت عطا فرمائی۔ خود جناب مخدوم صاحب آپ کا بہت احترام فرماتے تھے۔ یہاں آپ بیس سال سے زیادہ عرصہ مقیم رہے۔ آج بھی وہاں کے لوگ "استاد صاحب" کا ذکر بہت محبت سے کرتے ہیں۔

جمال دین والی میں قیام کے دوران میں ایک مرتبہ آپ نے حضرت جالندھری کو دعوت خطاب دی۔ انہوں نے فرمایا میں یہاں نہیں آؤں گا۔ آپ نے بستی سے باہر جلسے کا انتظام کیا۔ حضرت موصوف تشریف لے آئے۔ بھرپور اور مفصل خطاب ہوا' حضرت کے پر حکمت مواعظ حسنہ سے لوگ بہت متاثر ہوئے۔ گرمی کا موسم تھا۔ آپ دستی پنکھا لے کر کھڑے ہو گئے۔ آپ کے شاگردوں نے اصرار کیا کہ آپ تکلیف نہ کریں' ہم جو خدمت کے لئے موجود ہیں۔ لیکن آپ نے فرمایا۔ یہ میرے استاد ہیں ان کی خدمت میرا حق ہے۔ چنانچہ آپ پورے خطاب کے دوران میں حضرت الاستاد کے پیچھے کھڑے رہے اور پنکھا جھلتے رہے۔ اپنے استاذ گرامی سے ادب و خدمت کا یہ رشتہ آپ نے تازندگی برقرار رکھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس خدمت کے صلے میں آپ کو مخدوم بنایا۔ جمال دین والی میں اگرچہ آپ کو عزت اور ہر ضروری سہولت حاصل تھی' لیکن احراری مزاج اور جاگیردارانہ ماحول نباہ نہیں کیا جا سکتا۔ آپ برابر کسی "آزاد" علاقے میں جانے کے خواہش مند رہے۔ ۱۹۴۹ء میں آپ کی امید بر آئی۔ بہت خفیہ کوششوں کے بعد آپ کا تبادلہ بہاول پور ہو گیا۔ جب آپ وہاں سے روانہ ہوئے تو لوگ رو رہے تھے اور مخدوم صاحب مرحوم آپ سے خفا تھے۔ مخدوم صاحب کا اصرار تھا کہ آپ یہیں رہیں' میں تبادلہ کینسل کروا دیتا ہوں۔ لیکن آپ نے معذرت چاہی اور بہاول پور چلے آئے اور پھر تادم آخر یہیں رہے۔

۱۹۴۷ء کے انقلاب میں دوسرے مصائب کے ساتھ ایک بڑی مصیبت یہ بھی نازل ہوئی کہ خاندان بچھڑ گئے۔ کسی کو کسی کی خبر نہ رہی۔ آپ کے ساتھ بھی یہی حادثہ ہوا۔ سطور بالا میں مولانا صدرالدین کا تذکرہ آیا ہے جو رشتے میں آپ کے چچا تھے' ان کے حقیقی بھائی تھے مولانا حکیم سراج الدین' فاضل دیو بند' محقق عالم' صاحب نسبت بزرگ' قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی سے بیعت تھے۔ حضرت مولانا حافظ محمد صالح رائے پوری' حضرت مولانا فضل احمد رائے پوری' حضرت مولانا مفتی فقیر اللہ رائے پوری سے گہرے مخلصانہ اور برادرانہ تعلقات رکھتے تھے۔ آپ نے سوئی ضلع ہوشیار پور میں ایک مدرسہ (غالباً) فیض رحمت کے نام سے قائم فرمایا تھا۔ جو اکابر عصر کا منظور نظر تھا۔ مولانا موصوف رحیم یار خاں سے قریبی گاؤں چک 100-P میں آکر آباد ہوئے۔ وہاں زمین خریدی۔ خدمت دین بھی کرتے رہے اور اپنے بیٹوں کے ساتھ مل کر کھیتی باڑی بھی کرتے رہے۔ آپ کے بیٹوں میں مولانا ولی محمد مرحوم' فاضل دیو بند تھے بعد میں اسی گاؤں میں نمبردار بنے۔ الغرض! آپ کے چچا' بھائی اور دیگر اعزہ چک 100 میں ہیں اور آپ تیس میل کی مسافت پر جمال دین والی میں' لیکن ایک دوسرے سے بالکل بے خبر کئی سالوں کے بعد اچانک ملاقات ہوئی آپ کی زندگی میں یہ دن بے پایاں مسرت کا دن تھا۔

آپ سب بھائیوں میں اپنی والدہ ماجدہ کے بہت فرماں بردار اور خدمت گزار تھے۔ جب تک گھر میں بجلی پنکھا نہیں آیا تھا۔ آپ رات کو دیر تک ماں جی کو پنکھا جھلتے رہتے۔ ان کی آنکھ کھلتی تو فرماتیں۔ مسعود! میں تمہیں سو جانے ۱۹۷۲ء میں جب ماں جی کا بہاول پور میں انتقال ہوا' تو بہت روئے۔ اس کے بعد کہا کرتے تھے' دنیا کی تکلیفوں کا مجھے ماں جی کے بعد احساس ہو رہا ہے۔ ماں جی کی سعادت کا آخری لمحوں میں یہ ظہور ہوا کہ جمعرات کے دن' عصر کے قریب وفات پائی۔ شب جمعہ میں تدفین ہوئی اور حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ درخواستی و امت برکاتہم نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

پاکستان بننے کے بعد حضرت امیر شریعت نے سیاست سے علیحدگی کا اعلان فرمایا اور مرزائیت کے خلاف جہاد کو اپنا نصب العین قرار دے کر "مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان" کی بنیاد رکھی تو آپ بھی مجلس سے وابستہ ہو گئے۔ اور زندگی کے آخری سانس تک اس وابستگی کو سرمایہ افتخار اور ذریعہ نجات سمجھتے رہے۔ بلکہ بہاول پور میں جب آپ نے اپنا مکان بنایا' تو فرماتے تھے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے ختم نبوت کے صدقے میں عطا فرمایا ہے۔ ورنہ میں اس قابل کہاں تھا۔

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں آپ جمال دین والی سے اپنے رفقاء کے ہمراہ لاہور کے لئے روانہ ہوئے۔ لیکن راستے میں ہی گرفتار ہو کر کسی جیل میں پہنچا دیئے گئے۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں آپ نے بہاول پور میں دامے' قدمے' سخنے بھرپور حصہ لیا۔ پوری سروس کے دوران میں آپ نے طلباء' اساتذہ اور ہر مجلس میں جب بھی موقع پایا۔ ختم نبوت اور امیر شریعت کا ذکر ضرور کیا۔ ۱۹۷۴ء سے پہلے سرکاری اداروں بلکہ عوامی جلسوں میں مرزائیت کے خلاف بات کرنا بڑی ہمت کا کام تھا' آپ اس دور میں بھی مرزائی افسروں کی مخالفت کو خاطر میں نہ لائے اور اپنے مشن کی تبلیغ کرتے رہے۔ جب تک صحت نے آخری حد تک اجازت دی۔ بہت پابندی اور اہتمام کے ساتھ پہلے چنیوٹ اور پھر ربوہ میں ختم نبوت کانفرنس میں شریک ہوتے رہے۔

بہاول پور میں ختم نبوت کے جلسوں میں پیش پیش رہتے۔ انتظام و انصرام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ مجھے یاد ہے ایک مرتبہ عید گاہ بہاول پور میں ختم نبوت کانفرنس ہو رہی تھی۔ موسم سرما تھا۔ رات کی نشست تھی۔ حضرت جالندھری کی تقریر ہو رہی تھی۔ ایک طے شدہ منصوبے کے تحت ایک جماعت کے کارکنوں نے تقریر خراب کرنا چاہی۔ پہلے ایک شخص نے کھڑے ہو کر اعتراض کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ آپ تشریف رکھئے۔ میں اس مضمون کی طرف آ رہا ہوں۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک دوسرا شخص کھڑا ہوا۔ اور اعتراض جڑ دیا۔ حضرت نے پھر سمجھایا۔ درمیان سے ایک اور شخص کھڑا ہو گیا۔ آپ اسٹیج پر بیٹھے تھے۔ آپ نے اسے ڈانٹا' لیکن حضرت نے آپ کو چپ رہنے کا کہا۔ وہ شخص بدتمیزی پر اتر آیا۔ کہنے لگا پہلے ہمارے سوال کا جواب دیں' پھر تقریر کریں۔ اس پر آپ خاموشی سے اسٹیج سے اترے۔ دو رضاکاروں کو اشارہ کیا' اسے عید گاہ کی مغربی سمت باغ میں لے گئے۔ پھر احراری کارروائی ہوئی۔ اور باقی تقریر اطمینان سے مکمل ہوئی۔ آئندہ کسی کو ختم نبوت کے جلسوں میں اس طرح کی گڑبڑ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ مجلس کے لئے فراہمی چندہ کی کوشش کرتے رہتے تھے۔ عید الاضحیٰ کے موقع پر قربانی کی کھالوں کے لئے دوستوں کو ترغیب دیتے اور گھر گھر سے کھالیں اکٹھی کر کے مجلس کے سینٹر میں پہنچاتے۔ آپ مبلغین ختم نبوت کا چاہے وہ عمر میں کتنے چھوٹے ہی کیوں نہ ہوں' بہت احترام و اکرام فرماتے تھے۔

آپ کو شروع سے کتابوں سے بڑا شغف تھا۔ جالندھر میں مولانا غلام رسول کی مسجد کے ساتھ مولانا علاء الدین شیر کوٹی کی کتابوں کی دکان تھی۔ آپ فارغ وقت میں اکثر اس دکان پر رہا کرتے تھے۔ آج کل ریڈیو' ٹی وی کے شیریں کلام مقرر مولانا سعید الدین شیر کوٹی آپ کے انہی ایام کے دوست ہیں۔ مولانا سعید الدین' مولانا علاء الدین کے فرزند ارجمند ہیں۔ بہاول پور میں آپ کے پاس کتابوں کا خاصا ذخیرہ ہو گیا۔ تو آپ نے انہیں "شفیق لائبریری" کی شکل دے دی۔ ساتھ اسٹیشنری کا سامان رکھ لیا۔ اب آپ کے فارغ

باقی ۱۳ پر

مسئلہ نجات

از۔ مولانا عبداللطیف مسعود ڈسکہ

ہر مذہب و ملت کا دعوی اور گمان ہے کہ ہم ہی سچے اور صحیح راستے پر ہیں اور صرف ہم ہی نجات کے مالک ہیں دوسرا کوئی مذہب والا کامیاب نہ ہوگا۔ بالخصوص عیسائی طبقہ اس دعوی میں سب سے آگے اور منفرد ہے ان کا کہنا ہے کہ نجات صرف عیسائیت میں ہے جو مسیح کی صلیب اور کفارہ پر ایمان لانے سے حاصل ہو سکتی ہے اور کسی مذہب نے نجات دینے کا دعوی ہی نہیں کیا مگر یہ سب مغالطہ ہی مغالطہ ہے۔ خدا کا ہر پیغمبر لوگوں کو توحید و رسالت کی تعلیم دے کر نجات ہی کی خوشخبری سنانے آیا ہے کسی نے بھی اس مسئلہ میں سکوت نہیں کیا بالآخر خاتم الانبیاء ﷺ نے تو تمام انسانیت کے لئے ہر مسئلہ کو نہایت وضاحت کے ساتھ اور کھول کر بیان فرمایا کہ ان نظریات اور کردار والے افراد آخرت میں نجات حاصل کر سکیں گے حتی کہ روزانہ پانچوں مرتبہ حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح کا اعلان ہوتا ہے کہ آؤ نماز کی طرف اور آؤ نجات کی طرف۔ پھر قرآن مجید کے شروع ہی سے ہر مسئلہ کو بیان کرنا شروع کردیا اولئک علی ھدی من ربھم واولئک ھم المفلحون قرآن مجید میں لفظ فلاح مختلف الفاظ میں تقریبا ۴۸ مرتبہ اور فوز یعنی کامیابی ۲۷ مرتبہ وارد ہوا ہے۔ علاوہ ازیں لفظ رحمت اور بخشش۔ مغفرت وغیرہ سینکڑوں مرتبہ آیا ہے جس کا مفہوم بھی یہی ہے تو جس مسئلہ کو قرآن مجید نے سینکڑوں مرتبہ بیان کیا ہے اس کے بارے میں یہ کہنا کہ اسلام میں نجات کا مسئلہ ہی نہیں۔ کس قدر ناوا قفی اور جہالت ہے۔ باقی جس طرز کی نجات کا ذکر وہ کرتے ہیں وہ سراسر ایک غیر معقول اور ہر کتاب اور نبی کے خلاف عقیدہ ہے۔ توراۃ۔ زبور انجیل اور دیگر صحائف نے وہی عقیدہ نجات بتلایا ہے جو خدا کی آخری الاریب کتاب نے بیان کیا ہے۔ ہے کوئی حوصلہ مند جو اس مسئلہ میں گفتگو کرنے کی ہمت کر کے حقیقت کو اجاگر کرنے کا متمنی ہو۔ آخر میں پھر سن لیجئے کہ ہر نبی نے اپنے اپنے زمانہ نبوت میں مسئلہ نجات ہی بیان فرمایا ہے کسی نے بھی ادھار نہیں کیا بالآخر قرآن مجید نے اس مسئلہ کو عالمی اور کائناتی سطح پر پیش فرما کر کمال تک پہنچادیا لہذا آؤ اے آدم کے بیٹو رحمت کائنات تمہیں دونوں جہاں کی نجات دیتے ہیں جس کا ملیت کا اعلان مسیح نے بھی فرمایا دیکھئے میں انجیل یوحنا ۱۶؍ ۱۲ وغیرہ اب ذیل میں قرآن مجید سے مسئلہ نجات سماعت فرمایئے۔

کامیابی اور نجات حاصل کرنے والے

فرمایا۔

۱۔ الذین یومنون بالغیب ویقیمون الصلوۃ ومما رزقنھم ینفقون ○
والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاخرۃ ھم یوقنون ○
اولئک علی ھدی من ربھم واولئک ھم المفلحون ○ البقرۃ ۲۔ ۳ تا۵۔

ترجمہ۔ جو لوگ بن دیکھے یقین رکھتے ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں اور ہمارے دیے ہوئے خرچ کرتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو آپ پر نازل شدہ کلام پر یقین لاتے ہیں اور جو آپ ﷺ سے پہلے اترا اس پر بھی اور وہ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو اپنے پروردگار کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

۲۔ واتقوا اللہ لعلکم تفلحون ۲۔۱۸۹۔

ترجمہ۔ اللہ سے ڈرتے رہو (ہر عمل و فعل میں) تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

اس آیت کریمہ میں نجات کی بنیاد خدا خوفی کو بیان فرمایا ہے اور یہ بنیاد قرآن مجید میں تقریباً" ڈھائی صد مقامات پر بیان فرمائی گئی ہے۔

۳۔ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون ○ ۳۔ ۱۰۴

ترجمہ۔ اور چاہئے کہ تم میں سے ایک جماعت ایسی ہو جو بھلائی کی طرف دعوت دیتی رہے۔ نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکتی رہے۔ یہی لوگ نجات پانے والے ہونگے۔

۴۔ یاایھا الذین آمنو لا تاکلو الربوا اضعافا مضاعفہ واتقو اللہ لعلکم تفلحون ○ ۳۔ ۱۳۰

ترجمہ۔ اے ایمان والو سود نہ کھاؤ دوگنا چوگنا کر کے (سود مرکب) اور خدا تعالی سے ڈرتے رہو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

۵۔ یاایھا الذین آمنوا اصبرو وصابرو ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون ○ ۳۔ ۲۰۰

ترجمہ۔ اے ایمان والو صبر کرو۔ مقابلہ میں ڈٹے رہو اور لگے رہو (جہد مسلسل) اور اللہ تعالی سے ڈرتے رہو تاکہ تم کامیاب رہو۔

۶۔ یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون ○ ۵۔ ۳۵

ترجمہ۔ اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو۔ اور اس کی جناب میں ذرائع و اسباب (بخشش و رضامندی کے) تلاش کرتے رہو اور اس کے راستہ میں جہاد کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

۷۔ یا ایھا امنو انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون ○ ۵۔ ۹۰

ترجمہ۔ اے ایمان والو بے شک شراب' جوا' بت اور پانسے سب گندی چیزیں ہیں لہذا ان سے بچتے رہو تاکہ تم نجات پاؤ۔

۸۔ قل لا یستوی الخبیث والطیب ولو اعجبک کثرۃ الخبیث فاتقوا اللہ یا اولی الالباب لعلکم تفلحون ○ ۵۔ ۱۰۰

ترجمہ۔ اے میرے حبیب کریم ﷺ اعلان فرمادیجئے کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں ہوتے اگرچہ تمہیں ناپاک کی کثرت کتنی ہی بھلی لگے۔ سو تم اے عقلمندو (اس بارہ میں اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ نجات پاؤ)

۹۔ والوزن یومئذن الحق فمن ثقلت موازینہ فاولئک ھم المفلحون ○ الاعرف ۸

ترجمہ۔ اس دن (قیامت کے دن) ہر حق ہے تو جس کے تول بھاری نکلے وہی نجات پانے والے ہوں گے۔

۱۰۔ فمن ثقلت موازینہ فاولئک ھم المفلحون المومنون ۱۰۲

ترجمہ سو جس کے تول بھاری ہونگے تو وہی لوگ نجات پانے والے ہونگے۔

۱۱۔ او عجبتم ان جاءکم ذکر من ربکم علی رجل منکم لینذرکم فاذکروا اذ جعلکم خلفاء من بعد قوم نوح وزادکم فی الخلق بصطۃ فاذکروا اللہ لعلکم تفلحون ○ الاعراف ۶۹

ترجمہ۔ کیا تمہیں (اے قوم ہاد) یہ بات عجیب اور انوکھی لگی کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہیں میں سے ایک آدمی (ہود) پر نصیحت آئی تاکہ وہ تمہیں ڈرائے (بد اعمال کے برے انجام سے) اور یاد کرو جبکہ تمہیں اس نے قوم نوح کے بعد نائب بنایا اور تمہیں ہر قسم کی وسعت اور فراخی عطا فرمائی پس خدا کے احسانات یاد کرو تاکہ تم کامیاب ہو سکو۔

نجات اور کامیابی کامل ترین ضابطہ

۱۲۔ الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل یامرھم بالمعروف وینھٰھم عن المنکر ویحل لھم الطیبات ویحرم علیھم الخبائث ویضع عنھم اصرھم والاغلال التی کانت علیھم فالذین امنوا بہ وعزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولئک ھم المفلحون ○ ۸۔۱۵۷

ترجمہ۔ وہ لوگ جو اس امی نبی اور رسول کی پیروی کرتے ہیں جن کو وہ اپنے پاس توراۃ اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں وہ ان کو نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں ان کو پاکیزہ چیزیں حلال بتلاتے ہیں اور بری چیزیں حرام بتلاتے ہیں۔ وہ ان کے بوجھ اور طوق اتارتے ہیں جو ان پر تھے۔ وہ لوگ جو ان پر ایمان لاتے ہیں۔ ان کا ساتھ دیتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور ان پر جو نور (قرآن مجید) اترا اس کی پیروی کرتے ہیں یہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

۱۳۔ یا ایھا الذین آمنوا اذا لقیتم فئۃ فاثبتوا واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون ○ ۹۔۴۵

ترجمہ۔ اے ایمان والو! جب تم کسی فوج کے مقابلے میں ڈٹ جاؤ اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو تاکہ تم کامیاب ہوجاؤ۔

۱۴۔ لکن الرسول والذین امنوا معہ جاھدوا باموالھم و انفسھم واولئک لھم الخیرات واولئک ھم المفلحون ○ ۹۔۸۸

ترجمہ۔ لیکن رسول معظم ﷺ اور وہ لوگ جو اس کے ساتھ ایمان لائے وہ اپنے مالوں اور جانوروں کے ساتھ جہاد کرتے ہیں انہی لوگوں کے لئے خوبیاں اور بھلائیاں ہیں اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

۱۵۔ یا ایھا الذین امنوا ارکعوا واسجدوا واعبدوا ربکم وافعلوا الخیر لعلکم تفلحون ○ الحج ۷۷

ترجمہ۔ اے ایمان والو ارکوع اور سجدہ کرو (نماز) اور اپنے رب کی عبادت کرو اور اچھے عمل کرو تاکہ تم کامیاب ہوسکو۔

نجات اور کامیابی کا مکمل ترین ضابطہ

۱۶۔ قد افلح المومنون ○ الذین ھم فی صلاتھم خاشعون ○ والذین ھم عن اللغو معرضون ○ والذین ھم للزکوۃ فاعلون ○ والذین ھم لفروجھم حافظون ○ الا علی ازواجھم او ما ملکت ایمانھم فانھم غیر ملومین ○ فمن ابتغی وراء ذلک فاولئک ھم العادون ○ والذین ھم لامانتھم وعھدھم راعون ○ والذین ھم علی صلاتھم یحافظون ○ اولئک ھم الوارثون ○ الذین یرثون الفردوس ھم فیھا خالدون ○ ۱۸۔۱۱ تا ۱

ترجمہ۔ یقیناً" وہ اہل ایمان کامیاب ہوگئے جو اپنی نماز میں عاجزی کرتے ہیں جو لغو باتوں سے منہ موڑ لیتے ہیں۔ کیونکہ ان پر اس سلسلے میں کوئی ملامت نہیں۔ تو جو اس کے علاوہ کوئی اور موقعہ (بدکاری اور متعہ وغیرہ) وہی لوگ حد سے نکلنے والے ہونگے وہ لوگ جو اپنے امانتوں اور عہد کی رعایت رکھتے ہیں۔ وہ لوگ جو اپنی نمازوں کی پابندی کرتے ہیں۔ یہی لوگ جنت فردوس کے وارث بنیں گے اور ان میں ہمیشہ رہیں گے۔

۱۷۔ وتوبوا الی اللہ جمیعا ایہ المومنون لعلکم تفلحون ○ ۲۴۔۳۱

ترجمہ۔ اور سب اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرو اے ایمان والو۔ تاکہ نجات پاجاؤ۔

مومن کا کردار

۱۸۔ انما کان قول المومنین اذا دعوا الی اللہ ورسولہ لیحکم بینھم ان یقولوا سمعنا واطعنا واولئک ھم المفلحون ○ ۲۴۔۵۱

ترجمہ۔ مومنوں کی بات۔ جب انہیں خدا و رسول ﷺ کی طرف فیصلہ کے لئے دعوت دی جائے یہی ہوتی ہے کہ ہم نے سنا اور مانا۔ اور یہی لوگ نجات پانے والے ہونگے۔

۱۹۔ فاما من تاب وامن وعمل صالحا فعسی ان یکون من المفلحین ○ ۲۸۔۶۷

ترجمہ۔ سو جو توبہ کرلے اور ایمان لے آئے اور اچھے عمل کرے تو یہی آدمی نجات پانے والوں میں سے ہوسکتا ہے۔

۲۰۔ والذین تبوؤ الدار والایمان من قبلھم یحبون من ھاجر الیھم ولا یجدون فی صدورھم حاجۃ مما اوتوا ویوثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ ومن یوق شح نفسہ فاولئک ھم المفلحون ○ الحشر ۹

ترجمہ۔ (صحابہ عظام کے بارے میں فرمایا) اور وہ لوگ جو ان (مہاجرین) کے پہلے ہی مدینہ میں مقیم اور ایمان میں مستحکم ہوچکے تھے۔ وہ لوگ اپنے پاس ہجرت کرکے آنے والوں کو چاہتے ہیں اور جو کچھ مہاجرین کو عطا ہوا ہے اس کے متعلق وہ اپنے دلوں میں کوئی تنگی یا کھٹک نہیں پاتے۔ اور ان کو اپنے آپ پر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود ان کو فاقہ ہی کیوں نہ ہو اور (حقیقت بھی یہی ہے) جو کوئی قلبی دریغ اور بخل سے بچا رہا وہی نجات پانے والے ہیں۔

۲۱۔ لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم اولئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ ویدخلھم جنت تجری من تحتھا الانھر خلدین فیھا رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ھم المفلحون ○ المجادلہ ۲۲

ترجمہ۔ تو کسی قوم کو جو خدا اور آخرت پر ایمان رکھتی ہے نہ پائے گا کہ وہ ان لوگوں سے دوستی رکھتے ہوں جو خدا اور اس کے رسول معظم ﷺ کے مخالف ہوں اگرچہ وہ ان کے باپ ہوں یا بیٹے ہوں۔ یا بھائی ہوں یا قبیلہ برادری ہو یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے اور ان کی مدد فرمائی اپنے فیضان غیب سے اور (پھر آخرت میں) ان کو ایسی بہشتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے (مزید کہ) اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگیا اور وہ اس سے راضی ہوگئے۔ یہی لوگ خدا کی جماعت ہیں۔ اور سن لو کہ یہ خدا کی جماعت ہی نجات پانے والی ہوگی۔

۲۲۔ فات ذا القربی حقہ والمسکین وابن السبیل ذلک خیر للذین یریدون وجہ اللہ واولئک ھم المفلحون ○ ۳۰۔۸۳

ترجمہ۔ سو تو ادا کر رشتہ دار کو اس کا حق اور مسکینوں اور مسافروں کا بھی۔ یہ (طرز عمل) بہت بہتر ہے خدا کی رضا مندی چاہنے والوں کے لئے اور یہی لوگ نجات پانے والے ہونگے۔

۲۳۔ فاتقوا اللہ ما استطعتم واسمعوا واطیعوا وانفقوا خیرا لانفسکم ومن یوق شح نفسہ فاولئک ھم المفلحون ○ ۲۸۔۱۶

ترجمہ۔ سو تم اللہ سے ڈرتے رہو۔ جہاں تک تم سے ہوسکے اور (احکام الٰہی) سنو اور اطاعت شعاری اختیار کرو اور (راہ خدا میں) خرچ کرتے رہو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اور جو کوئی دل کے بخل اور دریغ سے بچا رہا تو وہی لوگ نجات پانے والے ہونگے۔

۲۴۔ الم ○ تلک آیت الکتاب الحکیم ○ ھدی ورحمۃ للمحسنین ○ الذین یقیمون الصلوۃ ویوتون الزکوۃ وھم بالاخرۃ ھم یوقنون اولئک علی ھدی من ربھم واولئک ھم المفلحون ○ ۳۱۔۱ تا ۵

ترجمہ۔ الم۔ یہ پر حکمت کتاب کی آیات ہیں جو نیکی کے متلاشیوں کے لئے رہنمائی اور رحمت ہے جو لوگ نماز کی پابندی کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہ آخرت پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔

۲۵۔ فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ واذکروا اللہ

کثیرا لعلکم تفلحون ۞ (۶۲-۱۰)

ترجمہ۔ اور جب نماز (جمعہ) ادا ہو جائے تو زمین پر پھیل کر خدا کا فضل (رزق حلال) تلاش کرو اور خدا کی بکثرت یاد کرو تاکہ تم نجات پاجاؤ۔

۶۔ قد افلح من تزکی ۞ (۸۷-۱۴)

ترجمہ۔ یقیناً جس نے اپنے آپ کو سنوار لیا وہ نجات پاگیا۔

۷۔ قد افلح من زکھا ۞ (۹۱-۹)

ترجمہ۔ جس نے اپنے نفس کو پاک کر لیا وہ لازماً نجات پاگیا۔

مندرجہ بالا آیات مبارکہ میں کامیابی اور نجات کے تمام ذرائع اور اسباب کو تفصیل سے بیان فرمایا گیا ہے جن میں ایمان صحیح۔ عمل صالح اور خدا خوفی کو بنیادی حیثیت حاصل ہے ان کے علاوہ نجات کی کوئی صورت ممکن نہیں ہے۔ یہی اصول و ضوابط ہر شریعت میں ابتداء سے رہے ہیں تورات و انجیل میں بھی انہی اصولوں پر نجات کا دارومدار رکھا گیا ہے عیسائیوں نے پولوس یہودی کے بہکاوے میں آکر غلط نظریات قائم کئے کہ نجات صرف مسیح کی صلیب اور کفارہ میں ہے اس لئے مسیحی عالم صرف یسوع مسیح ہی ہے اور کوئی نہیں مگر اس نظریے کی اناجیل سے تائید نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ ہر گم کردہ راہ کو ہدایت نصیب فرمائے آمین۔

نجات کا مفہوم۔ رادوں ۲۶-۱۱ کا میں دیکھئے جو بقیہ

مندرجہ بالا مفہوم کے بالکل مطابق اور موافق ہے۔

نوٹ

مندرجہ بالا آیات کریمہ کے علاوہ جن آیات میں رحمت اور مغفرت کا ذکر ہے وہ بھی نجات اور کامیابی کے ہی مفہوم کا مصداق ہیں اس طرح قرآن مجید میں سینکڑوں مرتبہ نجات اور کامیابی کا تذکرہ موجود ہے اس کے بعد کوئی عیسائی کس طرح کہہ سکتا ہے کہ قرآن مجید اور اسلام میں نجات نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر گم کردہ راہ کو ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین۔

الفائزون۔ کامیابی کے مالک کون ہونگے؟

۱۔ کل نفس ذائقة الموت وانما توفون اجورکم یوم القیامة فمن زحزح عن النار وادخل الجنة فقد فاز ۞ آل عمران ۱۸۵

ترجمہ۔ ہر جان نے موت کو چکھنا ہے۔ اور تمہیں قیامت کے روز پورا پورا بدلہ ملے گا تو جو شخص آگ سے بچا دیا گیا اور جنت میں داخل ہو گیا وہی کامیاب ہوا۔

۲۔ تلک حدود اللہ ومن یطع اللہ ورسولہ یدخلہ جنت تجری من تحتها الانهر وذلک الفوز العظیم ۞ (۴-۱۳)

ترجمہ۔ یہ (سابقہ بیان کردہ احکام وراثت) خدا کی حدیں ہیں اور جو کوئی خدا اور رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا وہ ایسے باغات میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہونگی اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

۳۔ قال اللہ هذا یوم ینفع الصادقین صدقهم لهم جنات تجری من تحتها الانهار خالدین فیها رضی اللہ عنهم ورضوا عنه ذلک الفوز العظیم ۞ (۵-۱۱۹)

ترجمہ۔ اللہ نے فرمایا یہ وہ دن ہے کہ اس میں سچوں کو ان کا سچ کام آئے گا۔ ان کے واسطے ایسی جنتیں ہوں گی کہ جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے یہی بڑی کامیابی ہے۔

۴۔ قل انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم ۞ من یصرف عنه یومئذ فقد رحمه وذلک الفوز المبین ۞ (۶-۱۵، ۱۶)

۵۔ الذین آمنوا وهاجروا وجاهدوا فی سبیل اللہ باموالهم وانفسهم اعظم درجة عند اللہ واولئک هم الفائزون ۞ (۹-۲۰)

ترجمہ۔ جو لوگ ایمان لاتے ہیں اور ہجرت کی اور اللہ کے رستہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کیا وہ اللہ کے ہاں ان کا بلند مرتبہ ہے اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔

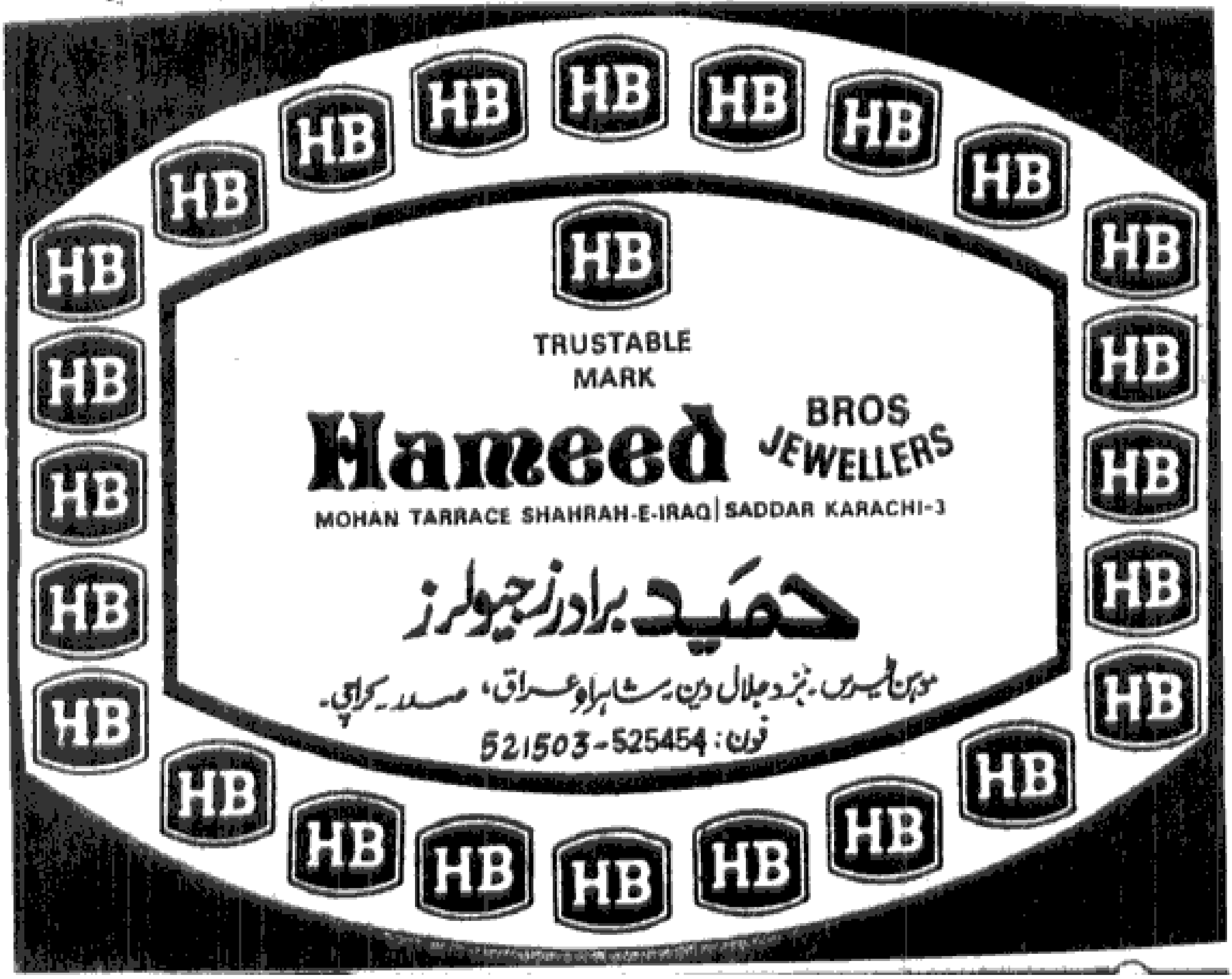

۶۔ وعداللہ المومنین والمومنت جنات تجری من تحتہا الانہار خالدین فیہا ومساکن طیبۃ فی جنات عدن ورضوان من اللہ اکبر ذالک ھو الفوز العظیم○ ۹۔۷۲

ترجمہ۔ اللہ نے مومن مردوں اور عورتوں سے ایسے باغات کا وعدہ کر رکھا ہے کہ جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اور صاف ستھرے مکانوں کا وعدہ ہمیشہ کے باغات میں۔ اور اللہ کی رضامندی سب سے بڑی ہے یہی عظیم کامیابی ہے۔

۷۔ لکن الرسول والذین امنو معہ جاھدو باموالھم وانفسھم واولئک لھم الخیرات واولئک ھم المفلحون○ اعد اللہ لھم جنات تجری من تحتہا الانہا خالدین فیہا ذالک الفوز العظیم○ ۹۔۸۸۔۸۹

ترجمہ۔ لیکن رسول معظم ﷺ اور جنہوں نے ان کے ہمراہ ایمان لایا وہ اپنے مالوں اور جانوں (اعلائے کلمۃ اللہ) جہاد کرتے ہیں۔ اور انہی لوگوں کے لئے بھلائیاں ہیں اور یہی لوگ نجات پانے والے ہونگے اللہ کریم نے ان کے لئے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں کہ جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی۔ ان میں ہمیشہ رہیں گے یہ ہے عظیم کامیابی۔

۸۔ والسابقون الاولون من المھاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضو عنہ واعد لھم جنات تجری تحتہا الانہار خالدین فیہا ابدا ذلک الفوز العظیم○ ۹۔۱۰۰

ترجمہ۔ جو لوگ قدیم اور پہلے ہیں مہاجرین اور انصار اور وہ لوگ نیکی کے ساتھ ان کے پیروکار ہوئے۔ اللہ ان سے راضی ہوگیا اور وہ اللہ سے راضی ہوگئے اور خدا تعالیٰ نے ان کے لئے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔ یہ ہے بڑی کامیابی۔

۹۔ ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ یقاتلون فی سبیل اللہ ویقتلون۔ وعدا علیہ حقا فی التوراۃ والانجیل والقرآن ومن اوفی بعھدہ من اللہ فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم بہ وذالک ھو الفوز العظیم○ ۹۔۱۱۱

ترجمہ۔ بے شک اللہ نے اہل ایمان سے ان کی جانیں اور مال ان کو جنت دے کر خرید لیا ہے وہ راہ خدا میں لڑتے ہیں پھر مارتے بھی ہیں اور خود مرتے بھی ہیں۔ یہ وعدہ تو تورات انجیل اور قرآن میں خدا کے ذمے برحق ہے اور اللہ سے بڑھ کر کون وعدے کو پورا کرنے والا ہوگا سو تم اس سودے سے خوشیاں مناؤ جو تم نے خدا سے کر لیا ہے۔ اور یہی سب سے بڑی اور اصل کامیابی و کامرانی ہے۔

۱۰۔ الذین امنو وکانو یتقون○ لھم البشری فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ۔ لا تبدیل بکلمات اللہ ذالک ھو الفوز العظیم○ ۱۰۔۶۳

ترجمہ۔ جو لوگ ایمان و یقین لائے اور (خدا تعالیٰ) سے ڈرتے رہے۔ ان کے لئے بشارت و خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔ خدا کی باتیں ٹلا نہیں کرتیں۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔

۱۱۔ ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزا عظیما○ ۳۳۔۷۱

ترجمہ۔ اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول معظم ﷺ کی اطاعت شعاری اختیار کرے گا بلاشبہ وہ بہت بڑی کامیابی کو پہنچے گا۔

۱۲۔ ومن یطع اللہ ورسولہ ویخش اللہ ویتقہ فاولئک ھم الفائزون○ ۲۴۔۵۲

ترجمہ۔ اور جو کوئی خدا تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کی فرماں برداری کرے گا اور خدا سے خائف رہے اور اس سے ڈرتا رہے تو ایسے ہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

۱۳۔ انہ کان فریق من عبادی یقولون امنا فاغفرلنا وارحمنا وانت خیر الراحمین○ فاتخذ تموھم سخریا حتی انسوکم ذکری وکنتم منھم تضحکون○ انی جزیتھم الیوم بما صبروا انھم ھم الفائزون○ ۲۳۔۱۰۹۔۱۱۱

ترجمہ۔ میرے بندوں میں کچھ ایسے افراد تھے جو یہ مناجات کرتے تھے کہ اے ہمارے پالنہار ہم نے یقین کر لیا سو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور واقعی تو ہی سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔ سو تم نے (اے ظالمو) ان کو مشغلہ بنا یہاں تک کہ تم اس شغل میں پڑھ کر میری یاد بھول گئے اور تم تو ان پر ہنستے ہی رہے آج میں نے ان کے صبرو برداشت کا یہ صلہ عطا فرمایا کہ وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

آخرت کی کامیابی

۱۴۔ ان ھذا لھو الفوز العظیم ۳۷۔۶۰

ترجمہ۔ بے شک یہی عظیم کامیابی ہے۔

۱۵۔ وقھم السیئات ومن تق السیئات یومئذ فقد رحمتہ وذالک ھو الفوز العظیم○ ۴۰۔۹

ترجمہ۔ اور ان کو برائیوں سے بچا اور اس دن جس کو تو برائیوں سے بچالے اس پر تو نے رحمت فرمائی اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

۱۶ لا یذوقون فیہا الموت الا الموتۃ الاولی وقھم عذاب الجحیم۔ فضلا من ربک ذالک ھو الفوز العظیم○ ۴۴۔۵۵۔۵۶

ترجمہ۔ (اہل ایمان و نیز) ان باغات آخرت میں پہلی موت کے بعد پھر کبھی موت سے ہمکنار نہ ہوں گی اور وہ انہیں عذاب جہنم سے بچالے گا۔ تیرے رب کے فضل و عنایت سے۔ یہی ہے اصل کامیابی۔

۱۷۔ فاما الذین امنو وعملوا الصلحت فید خلھم ربھم فی رحمتہ ذالک ھو الفوز المبین○ ۴۵۔۳۰

ترجمہ۔ سو وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے اعمال کئے تو ان کو ان کا پروردگار اپنی رحمت (جنت) میں داخل فرمائے گا۔ یہ ہے واضح اور کھلی کامیابی۔

۱۸۔ یوم تری المومنین والمومنت یسعی نورھم بین ایدیھم وبایمانھم بشری کم الیوم جنت تجری من تحتہا الانہار خالدین فیہا ذالک ھو الفوز العظیم○ ۵۷۔۱۲

ترجمہ۔ جس دن تم دیکھو کے ایماندار مردوں اور عورتوں کہ ان کا نور ان کے آگے اور دائیں دوڑ رہا ہوگا (انہیں کہا جائے گا) کہ تمہیں خوشخبری ہو ایسے باغات ملنے کی جن کے نیچے نہریں رواں دواں ہونگی ان میں ہمیشہ رہنا ہوگا۔ یہ ہے اصل اور عظیم کامیاب (سو چاہیئے کہ ہر انسان اس کے درپے ہو۔

۱۹۔ یا ایہا الذین امنو ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم○ تؤمنون باللہ ورسولہ وتجاھدون فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون○ یغفرلکم ذنوبکم ویدخلکم جنت تجری من تحتہا الانہار ومساکن طیبۃ فی جنات عدن ذالک ھو الفوز العظیم○ ۶۱۔۱۲

ترجمہ۔ اے ایمان والو! کیا تمہیں ایسی تجارت نہ بتلاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات بخشے (وہ یہ ہے کہ) تم اللہ اور اس کے رسول معظم ﷺ پر ایمان لاؤ اور اللہ کے راستہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم سمجھ بوجھ رکھتے ہو۔ (اور سنو) وہ تمہارے گناہ معاف کردے گا اور تمہیں ایسے باغات میں داخل فرمادے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی (علاوہ ازیں) اور صاف ستھرے اور عمدہ محلات ہمیشہ کی جنت میں ملیں گے۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔

۲۰۔ یوم یجمعکم لیوم الجمع ذالک یوم التغابن ومن یومن باللہ ویعمل صالحا یکفر عنہ سیاتہ ویدخلہ جنات تجری من تحتہا الانہار خالدین فیہا ابدا ذالک الفوز العظیم○ ۶۴۔۹

ترجمہ۔ جس دن (اللہ) حشر کے واسطے تمہیں اکٹھا کرے گا یہ دن ہے ہار جیت کا۔ اور جو ایمان و یقین اللہ پر اور نیک اعمال کرتا ہوگا وہ اس کی برائیاں دور کردے گا اور اسے ایسے

ان میں ہمیشہ ہمیش رہنا ہوگا یہ بڑی اور اصل کامیابی۔

۲۲۔ لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم اولئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ ویدخلھم جنات تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ھم المفلحون۝ ۲۲۔۸۵

ترجمہ۔ تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو خدا اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ خدا اور رسول ﷺ کے مخالف سے تعلقات رکھیں اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے ہی کیوں نہ ہوں یا ان کے بھائی اور قبیلہ دار ہوں یہی لوگ ہیں کہ جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان رکھ دیا ہے اور اپنے غیبی فیض سے ان کی مدد فرمائی ہے۔ اور (آخرت میں) ان کو ایسے باغات میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اس سے راضی ہوگئے یہی لوگ خدا کی جماعت اور لشکر ہے۔ یاد رکھو کہ خدا والوں کی جماعت ہی نجات پانے والی ہے۔

۲۳۔ والذین تبوؤ الدار والایمان من قبلھم یحبون من ھاجر الیھم ولا یجدون فی صدورھم حاجۃ مما اوتوا ویؤثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ ومن یوق شح نفسہ فاولئک ھم المفلحون۝ ۹۔۹۵

ترجمہ۔ وہ لوگ جنہوں نے پہلے سے اس شہر (مدینہ طیبہ) اور ایمان کو ٹھکانہ بنالیا ہے وہ اپنے پاس آنے والے مہاجرین کو دوست رکھتے ہیں اور اپنے سینوں میں ان کو ملنے والے فضائل سے کوئی تنگی محسوس نہیں کرتے اور ان کو اپنے آپ پر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ ان کو خود تنگی ہی ضرورت ہو۔ (اور حقیقت یہ ہے) جو کوئی قلبی بخل اور درد سے بچ گیا وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔

۲۴۔ فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون۝ ۱۰۔۶۲

ترجمہ۔ جب نماز (جمعہ) ادا ہو جائے تو زمین میں چل پھر کر خدا کا فضل تلاش کرو اور خدا کو بکثرت یاد کرو تاکہ تم نجات پاسکو۔

۲۵۔ فاتقوا اللہ ما استطعتم واسمعوا واطیعوا وانفقوا خیرا لانفسکم ومن یوق شح نفسہ فاولئک ھم المفلحون۝ ۱۶۔۶۴

ترجمہ۔ پس اللہ سے ڈرتے رہو۔ اور (احکام الٰہی) سنو اور تعمیل کرتے رہو اور خرچ کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اور جو کوئی قلبی دریغ اور بخل سے بچ جائے تو ایسے ہی لوگ نجات پانے والے ہوں گے۔

●●

ہمارا شعار جہاد

محمود الحسن کبیروالا

تخلیق کائنات میں خالق کائنات نے قہر کا مظہر کفر کو بنایا ہے۔ مثلاً ”امرت اور اکسیر کا ایجاد کرنا جیسے ڈاکٹر کا کمال ہے اسی طرح کسی زہر اور سم قاتل کا ایجاد کرنا بھی ڈاکٹر ہی کا کمال ہے۔ زہر کو قاتل اور مہلک ہوتا ہے مگر ڈاکٹر اس ایجاد کی وجہ سے قابل تحسین ہوتا ہے“ اور یہ تقاضائے حکمت کے ساتھ کمال بھی ہے۔

نیز ایمان میں قوت اعمال صالحہ سے ترقی ہے۔ اگر نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے وہاں دشمنان اسلام سے لاعلمی اور فکری دوری بھی ہے اور مخالف اسلام قوتوں سے عملاً ”بیزاری اور خود مسلمانوں کے اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی طاقت اور دشمنان اسلام کے ہلاک سے بے پرواہی اور مسلمانوں کو اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے مواقع بھی میسر ہوتے ہیں اور مخالف پر دھاک بٹھانے اور اعلاء کلمۃ اللہ کا بہترین طریقہ بھی جہاد ہی ہے۔

اسلامی غیرت کے اثرات اور نتائج جہاد سے سامنے آتے ہیں اور جو مسلمان حکومتیں جہاد کرنا نہیں جانتیں اور جہاد سے گریز کرتی ہیں اور ترک جہاد میں حکمت سمجھتی ہیں اور غیر مسلم حکومتوں کی خوشنودی میں اپنا استحکام خیال کرتی ہیں ان سے حکومت الٰہیہ کے قیام کی امید عبث اور فضول ہے۔

ذرا سوچیں جو غیر مسلم کی آنکھ سے آنکھ ملا کر بات کرنا نہیں جانتا اور دب کر رہتا ہے وہ اس غیر مسلم کے نظام حکومت کے خلاف نظام اسلام کیسے نافذ کر سکتا ہے حالانکہ غیر مسلم فطرتاً مسلمان کی تلوار سے نہیں گھبراتا جتنا کہ نظام اسلام کے نفاذ سے۔ اس لئے مسلمانوں کو پہلے ترجیح جہاد سے کفر کے خلاف پنجہ آزمائی کرنا ہوگی۔ خدا تعالیٰ کی نصرت کے ساتھ جب یہ ہمارا عملی جہاد فکر و عملی صورت میں کامیاب ہوگا تو دشمن سے اپنی مرضی اور خوشی سے نظام اسلام کا نفاذ کرا سکیں گے۔

جہاد ہی سے ضعیف الاعتقاد قوت پکڑتا ہے اور اسباب کی طرف نگاہ کرنے کی بجائے دل کی دھڑکن کی لو خالق اسباب سے رہا اور جوڑ کی فکر ہوتی ہے۔ دوران جہاد وہ واقعات پیش آتے ہیں کہ انسان اپنی کمزوری کی طرف نگاہ کرتے ہوئے قوت و خطرات کی گھنٹیاں سنتے اور دیکھتے ہوئے بار بار عاجزی سے اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرتا ہے۔ تو جہاد کثرت ذکر کا باعث ہے اور یہ حقیقی و عملی توحید کو اپناتا ہے جہاد اللہ تعالیٰ کا عظیم احسان ہے۔

ترک جہاد سے فکری تعیش اور خدا تعالیٰ سے دوری پر منتج ہے۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ مخالف اسلام کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے جذبات کو بروئے کار لانے کی اجازت فرما دی۔ ورنہ اگر صرف دعوت تبلیغ کا حکم ہوتا اور پیش آمدہ مخالف اسلام واقعات کا مقابلہ کرنے کی اجازت نہ ہوتی اور توکل پر چھوڑ دیا جاتا اور مخالفت اسلام بصورت کفر کو نہ چھیڑتے اور راضی برضائے خدا پر چھوڑ دیا جاتا تو یہ معاملہ مسلمانوں کے لئے سنگین اور مشکل ہو جاتا۔ جہاد بلاشبہ اللہ کی رحمت اور فطرت انسانی ہے کہ انسان دفع مضرت کا ایک فطری جذبہ رکھتا ہے۔ اگر جہاد و قتال سے کام نہ لیا جائے جیسا کہ آج مسلمانوں کی حالت ہے تو یہ تقاضائے فطرت کی مخالفت ہے اور تقاضائے فطرت کی مخالفت انسانیت کا مریض ذہن تو کرسکتا ہے لیکن صحیح ذہن کے افتاد طبع کے خلاف اور نا ہے۔

لہٰذا دفع مضرت یعنی جہاد و قتال منع ! کلفار کا ترک مریض ذہنوں کا اثر ہے جو فطرت انسانی سے دور ہیں۔ ایسے مریض شیر کی مانند ہیں جو بے دست و پا ایک غار میں محض توقعات پر بھوکا ذلت سے پڑا رہتا ہے اور اس مکڑی کی طرح ہے جو کمزور جال بن کر اس میں پھنسانے کی کوشش کرتی ہے۔

جہاد میں ملک و ملت اور مسلمانوں کی عزت و آبرو کا اکرام اور تحفظ کا درس ہے اور خداداد مملکت اسلامیہ کا استحکام جہاد میں ہے اور عام مسلمانوں کا اکرام ہے۔ اس سے منافقوں کا نفاق کھل کر سامنے آجاتا ہے۔ صحیح مسلمان کا صحیح معیار روز روشن کی طرح چمکتے ہوئے سامنے آتا ہے جو ملت اسلامیہ کے لئے چمکتے ہوئے ستاروں کی طرح مجاہدین کی صورت میں آتے ہیں۔ جہاد صرف سرحدوں کی حفاظت کے لئے ہی نہیں بلکہ کلمۃ اللہ کی مخالفت پر جو اقوام برسرپیکار ہیں ان کو توڑنا اور زمین بوس کرنا اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اللہ تعالیٰ کی زمین پر قبضہ اور جدوجہد سے نفع حاصل کرتا ہے۔ خود خلیفہ اللہ ہونے کی حیثیت سے قائم رہتا اور دوسروں کے لئے نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ سے گویا خالق کائنات کے حضور نماز میں عاجزی، روزہ میں صبر، حج میں انفاق اور زکوٰۃ میں ایثار کا اجتماعی مفہوم جہاد میں منظر عام پر لاکر احکم الحاکمین کی حاکمیت کو قائم کرنا جہاد ہی میں مضمر ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو ماننے والا یہ طریق جہاد کو اختیار کرتا ہے تو وہ حاکمیت اور حکومت عطا فرماتے ہیں جس کی نہ کوئی انتہا ہے اور نہ کیفیت بیان کرنے کی طاقت۔

INTERNATIONAL CONSPIRACY OF QADIANI DOMINATION IN PAKISTAN

Is Govt. of Pakistan a party to this plan?

An Analysis in introspection

* USA is exercising pressure on Pakistan to withdraw legal and constitutional measures relating to Qadianis.

* Mirza Tahir Ahmed, head of Qadianis, invited the Indian High Commissioner to a Qadiani congregation in London and, in his presence, engineered slogans of "Long Live Bharat."

* Doctor Abdus Salam, Qadiani Scientist, has announced to hold an International Science Convention in Pakistan to undermine Pakistan's peaceful Atomic Energy project.

* Despite the declaration made by Pakistan Govt., that it would include a column of religion in Identity Cards, it stopped enforcement of its decision.

* Four Qadianis have been inducted as Ambassadors in important countries including Japan.

* Under cover of the proposed annulment of the Eight Amendment to Pakistan Constitution, secular lobbies have sprung into action to do away with the Presidential Ordinance, called the Anti-Islamic Activities of Qadianis (Prohibitions and Punishments) Ordinance of 1984.

* Qadianis have spread a net of International telecasts through dish antennae to misguide simple Musalmans.

IN VIEW OF THE ABOVE FACTS
WHAT IS YOUR RESPONSIBILITY?

Seriously think over and do your soul-searching but before arriving at a decision do measure up the blood-shot sacrifices of those inviolable men of honour who underwent toil and tribulations for a century to uphold the cause of final Prophethood for the benefit of Muslim Ummah.

BEWARE, May not shame and disgrace permeate through us on Doomsday Course before the haloed audience of Janab Khatmul Mursaleen Muhammad-ur-Rasool Allah (Sall Allaho alaihe wasallam). KMS.

GOD FORBID *GOD FORBID* *GOD FORBID*

FROM: Central Body Majlis-e-Amal, Tahaffuz-e-Khatme Nubuwwat, Pakistan, Huzoori Bagh Road, Multan: Phone: 40978.

K.M. SALIM
RAWALPINDI

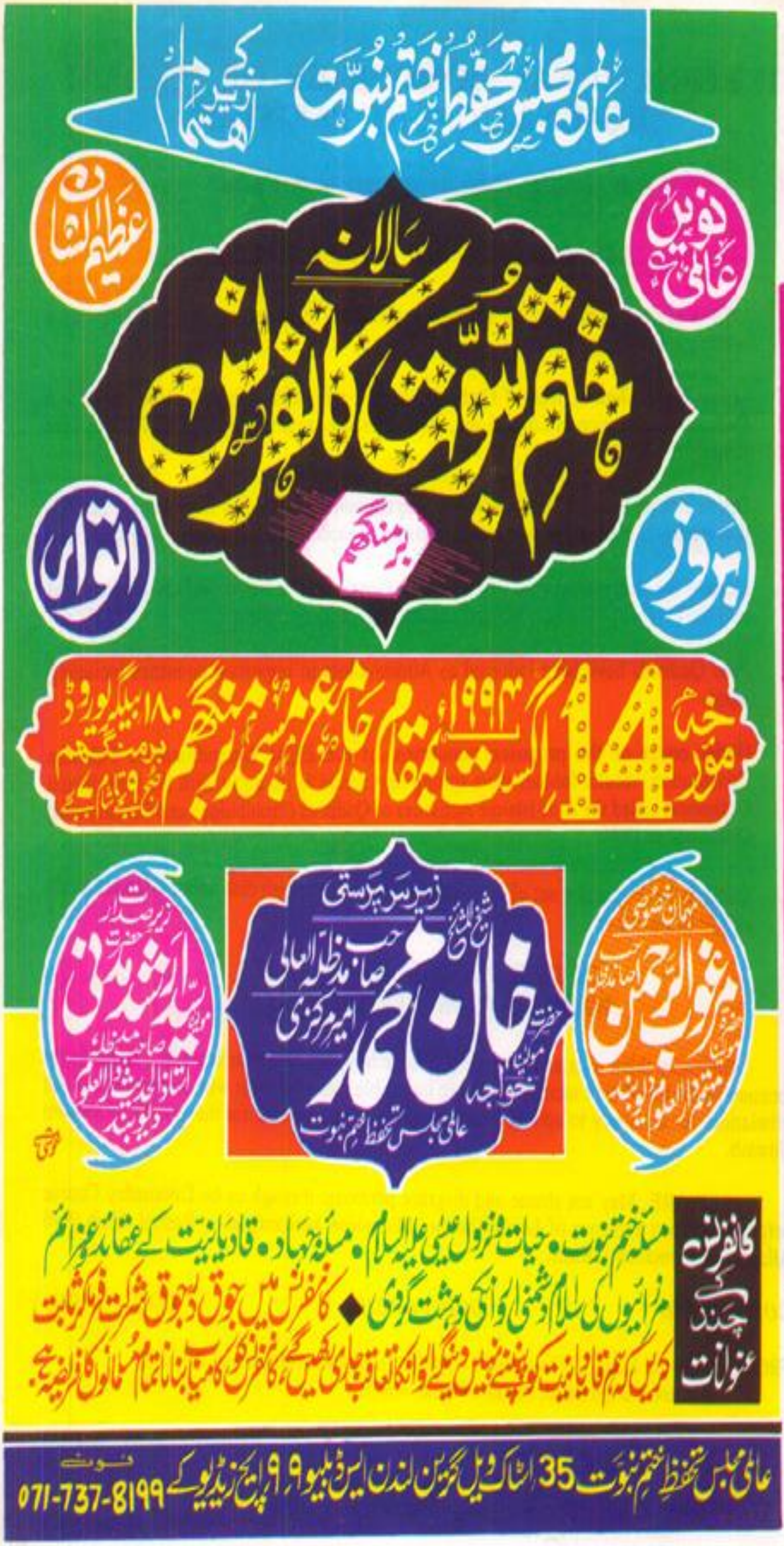

KHAT ME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160